ایک

فتح نصیب جرنیل

مرتبہ

صوفی محمد اسحاق

''......فبشر عباد ٥ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین ھدھم اللہ و اولئک ھم اولوا الباب٥''

(سورۃ الزمر آیت:١٩۔١٨)

ترجمہ: پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری دے جو توجہ سے میری بات کو سنتے ہیں اور پھر اس میں سے سب سے بہتر حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور وہی لوگ عقلمند ہیں۔

''ایک فتح نصیب جرنیل''

مُصنفہ و مرتبہ

صوفی محمد اسحٰق (فاضل بی۔اے)

(احمدی احباب کی دینی اور علمی تربیت کے لئے)

Publisher:-

Yousuf Abbasi
MAILANDER STR. 12/U 105
60598 FRANKFURT MAIN
GERMANY TEL. NO: 069 - 684171

ترتیب کتاب

ترتیب تتمۂ کتاب

پیش لفظ

یہ کتاب دراصل میری اُس تقریر کی توسیع ہے جو خاکسار نے پاکستان کی مختلف شہری جماعتوں میں اُن کے جلسہ ہائے سالانہ میں کی اور جس کے بعد احباب جماعت نے باصرار مجھ سے درخواست کی کہ اس تقریر کے نوٹس اُنہیں فوٹو سٹیٹ کروانے کے لئے دیئے جائیں جو خاکسار نے اُنہیں دے دیئے۔

احباب کے اس شوق کو دیکھ کر خاکسار کو خیال آیا کہ اس تقریر کو مناسب اضافوں کے ساتھ افادۂ عام کے لئے کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے تا کہ اسے دعوۃ الی اللہ کے لئے استعمال کیا جاسکے اس لئے مجھے اُمید ہے کہ اس غرض کے لئے یہ کتاب انشاء اللہ العزیز بہت مفید ثابت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ میری اس خواہش کو پورا کرے اور سب داعیان الی اللہ کو اس کتاب سے صحیح استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب یہ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے۔ یہ کتاب اتنی مفید اور معلوماتی ثابت ہوئی تھی کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اسے اپنے اطفال الاحمدیہ کے ایک امتحان کے لئے بطور نصاب مقرر کیا تھا لیکن اس تیسرے ایڈیشن میں اب بعض نہایت ہی مفید، فکر انگیز اور دلچسپ نئے حوالہ جات کے علاوہ بعض نئے مضامین بھی شامل کر دیئے گئے ہیں جن سے اس کتاب کی افادیت اب انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بھی زیادہ ثابت ہوگی۔

والسلام

خاکسار

محمد اسحٰق صوفی عفی عنہ

سابق اُستاد جامعہ احمدیہ و بانی احمدیہ مشن لائبیریا (مغربی افریقہ)

وہ بے حد عظیم شخصیت جسے مولانا ابوالکلام آزاد نے ''**ایک فتح نصیب جرنیل**'' قرار دیا
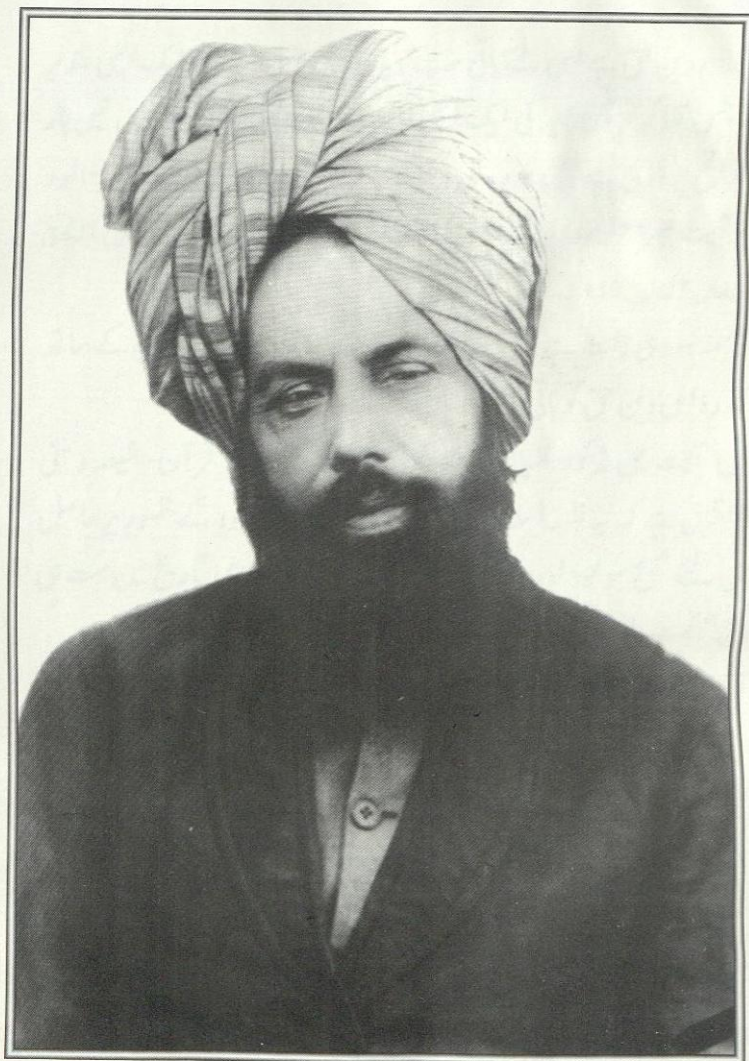
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام
بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ایک انتہائی عظیم شخصیت

اسلام دین حق ہے اس لئے باقی سب ادیان پر اس کا غالب آنا ایک ایسی تقدیر الٰہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی ایک ایسی آیت میں ہے جو قرآن مجید میں تین بار مختلف مواقع پر درج ہے یعنی سورہ توبہ آیت نمبر ۳۳، سورہ صف آیت نمبر ۱۰ اور سورہ فتح آیت نمبر ۲۹ اور وہ یہ ہے "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ..... الخ

ترجمہ :- وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس دین حق کو باقی سب ادیان پر غالب کر دے۔

اس آیت میں مذکور غلبہ اسلام کے متعلق سب مفسرین قرآن۔ شیعہ و سنی ہردو۔ کا اتفاق ہے کہ یہ غلبہ اسلام مسیح موعود اور مہدی موعود کے ظہور پر حاصل ہو گا۔ اس لئے مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ظہور کو اسلامی تاریخ میں بہت ہی غیر معمولی عظمت حاصل ہے جس کا ثبوت درج ذیل احادیث نبویہ ہیں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا " کیف تھلک امہ انا فی اولھا والمسیح فی اخرھا " یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہو گا (ابن ماجہ باب الاعتصام بالسنہ)

۲۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ " مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ " (الترمذی)

یعنی میری امت کی مثال ایک بارش کی سی ہے۔ کچھ پتہ نہیں کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ ؟

اس حدیث میں ہرگز آنحضرت ﷺ اور مسیح موعود کا کوئی مقابلہ نہیں کیا گیا بلکہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ تبلیغ کے لحاظ سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ تبلیغ اسلام دونوں زمانوں میں سے کس زمانہ میں زیادہ ہو گی۔ یہ امر تو سب کو مسلم ہے

کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا جیسا کہ قرآن مجید کی یہ آیت واضح کرتی ہے کہ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" (سورہ مائدہ آیت نمبر ۴) پس آنحضرت ﷺ کی یہ فضیلت کہ آپ کے وجود باجود کے ذریعہ دین اسلام مکمل ہو گیا سب کو مسلم ہے لیکن تکمیل اشاعت دین حق ابھی باقی تھی اسلئے کہ وہ زمانہ تکمیل اشاعت کا تھا ہی نہیں کیونکہ اس زمانہ میں وہ ذرائع ابلاغ ہی ابھی میسر نہ تھے جو فی زمانہ میسر ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ کاغذ اس کثرت سے دستیاب تھا جیسا کہ آج ہے اور پریس تو سرے سے موجود ہی نہ تھے اسی طرح نہ تار تھی نہ ٹیلی فون، نہ ریڈیو تھا اور نہ ہی ٹیلیویژن۔ یہ سب ذرائع ابلاغ اس وقت موجود ہیں جو مسیح موعود کا دور ہے۔ اور تکمیل اشاعت دین کا عظیم الشان کام ان ذرائع ابلاغ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

۳۔ پھر ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ" اور ایک حدیث میں ہے "ویضع الحرب" (بخاری و مسلم) یعنی اے مسلمانو! تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں ابن مریم کا نزول ہو گا جو حکم و عدل ہو گا پس وہ آکر کسر صلیب کرے گا، خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو روک دے گا اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ وہ جنگ کو روک دے گا۔

اس حدیث پر غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آنے والا مسیح موعود ایسے وقت میں آئے گا جب کہ مسلمان فرقوں کا باہمی نزاع بہت بڑھ چکا ہو گا اس لئے وہ ان کے درمیان حق و انصاف کی ساتھ فیصلہ کرے گا۔

اس حدیث میں دوسری علامت یہ بتلائی ہے کہ وہ کسر صلیب کرے گا۔ اس سے مراد ہرگز لوہے یا لکڑی کی صلیبیں توڑنا نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا تو بازیچہ اطفال ہو گا جو ہرگز کسی نبی کے شایان شان کام نہیں ہو سکتا اور پھر بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ واقعی ایسی صلیبیں توڑتا پھرے گا تو وہ پھر جب ایک طرف سے یہ صلیبیں توڑ کر چلا جائے گا تو اس کے جانے کے معابعد عیسائی ان صلیبوں کو دوبارہ

کھڑی کر سکتے ہیں اس لئے اہل علم و دانش علماء نے اس کے یہی معنی کئے ہیں کہ وہ دلائل سے عیسائی مذہب کا باطل ہونا ثابت کردے گا۔

یہی حال قتل خنزیر کا ہے کہ خنزیروں کو مارنا کسی نبی کے شایان شان ہرگز نہیں ہے اس لئے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دشمنان اسلام کو اپنے دلائل سے قتل کرے گا یا اپنی دعاؤں سے ہلاک کرے گا۔

جہاں تک جزیہ اور جنگ ختم کرنے کا سوال ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ زمانہ مذہبی جنگوں کا زمانہ نہ ہوگا بلکہ وہ زمانہ دلائل و براہین کا زمانہ ہوگا اس لئے جب جنگیں نہ ہوں گی تو جزیہ کا سوال بھی نہ ہوگا۔

جماعت احمدیہ علی وجہ البصیرۃ یہ یقین رکھتی ہے کہ ان احادیث مذکورہ بالا میں جس مسیح موعود کی آمد کی خوش خبری دی گئی ہے وہ پاک وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجود میں ظاہر ہو چکا ہے اور قرآن مجید کی مذکورہ الصدر تین آیات میں جس غلبہ اسلام کو وعدہ دیا گیا ہے اس غلبہ اسلام کے لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنے ناقابل تردید دلائل سے وہ بنیاد رکھ دی ہے جس پر غلبہ اسلام کی وہ عظیم الشان عمارت تعمیر ہونا شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم اب اگلے صفحات میں یہ جائزہ لیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کی آمد سے مذہبی دنیا میں کس قسم کا اسلامی انقلاب آیا ہے۔ سردست ذیل میں آپ کے صرف دس عظیم الشان کارناموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

بانی سلسلہ علیہ احمدیہ کے پرعظمت کارنامے

۱- بانی سلسلہ علیہ احمدیہ نے اپنی آمد سے اس عقیدہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جو عقیدہ اسلام، بانی اسلام اور امت مسلمہ کی صریح توہین و تذلیل کا باعث تھا جو یہ تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت اس عقیدہ پر ایمان رکھتی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ دوبارہ اس دنیا میں آکر امت محمدیہ

کی اصلاح کریں گے۔اس عقیدہ کا مطلب یہ نکلتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی تاثیر اس قدر طاقت ور تھی کہ اس نے ایک شخص پیدا کر دیا تھا کہ جو اپنے وقت پر پہلے ظاہر ہو کر نہ صرف امت موسویہ کی اصلاح کر چکا تھا بلکہ ۲ ہزار سال بعد دوبارا آسمان سے اتر کر امت محمدیہؐ کی اصلاح بھی کرے گا۔ ذرا غور کریں کہ اس سے بڑی توہین اسلام، بانی اسلام اور امت مسلمہ کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ نعوذ باللہ یہ تصور کر لیا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانی تاثیر اس قدر ناقص ہے کہ وہ اپنی امت کی اصلاح کے لئے کسی دوسرے نبی کی امت کے ایک فرد کے دست نگر اور محتاج ہیں اور یہ کہ دین اسلام اپنے ماننے والوں میں اس قسم کی روحانی تاثیر والا شخص پیدا کرنے سے بالکل قاصر ہے اور یہ کہ مسلمانوں میں خود بھی اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ اپنی اصلاح خود کر سکیں اس لئے حضرت مرزا صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

مسلمانوں کے اسی لغو اور بے بنیاد عقیدہ کے باعث عیسائیت کو اسلامی دنیا بھی پھولنے اور پھلنے کا موقعہ مل گیا ہے اور بلا مبالغہ لاکھوں مسلمان عیسائی بن گئے کیونکہ عیسائی مناد مسلمانوں سے ایک بالکل سیدھا سادھا سوال کرتے تھے کہ بتلاؤ زندہ افضل ہے یا مردہ؟ اس کا طبعی جواب عام مسلمان یہی دیتے تھے کہ زندہ بہر حال افضل ہے جس پر عیسائی انہیں کہتے کہ پھر تمہارا ہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ تو زندہ آسمان پر موجود ہیں اور تمہارے نبی محمد ﷺ فوت ہو کر زمین میں دفن ہیں اس لئے اب تم عیسائیت کو قبول کر لو۔ اس بات کا کوئی جواب عام مسلمان تو رہے ایک طرف بعض بڑے بڑے علماء کے پاس بھی نہ تھا اس لئے بے شمار مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی بننا شروع ہو گئے اور بعض بڑے بڑے علماء بھی پھنس گئے چنانچہ دہلی کی مشہور جامع مسجد کا امام مولوی عماد الدین پادری عماد الدین بن کر خود عیسائی مذہب کی تبلیغ کرنے لگ گیا اور لدھیانہ کا مولوی عبد الحق مشہور پادری عبد الحق بن

گیا اور ساری عمر اسلام کے خلاف عیسائیت کی تبلیغ کرتا رہا اسی طرح اور بھی کئی بڑے بڑے مسلمان عیسائیوں کی اسی بالکل سادہ مگر جھوٹی دلیل سے متاثر اور شکار ہو کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔

حضرت مرزا صاحب نے آکر خود قرآن شریف کی ۳۰ آیات سے اور بائیبل کے بے شمار حوالہ جات سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ بمطابق حدیث نبوی صلعم کہ "ان عیسی ابن مریم عاش عشرین و مائه (کنز العمال جلد نمبر ۶ ص ۱۲۰) یعنی حضرت عیسیٰ ۱۲۰ سال زندہ رہ کر پھر فوت ہو گئے ہیں اور پھر آپ نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہونے کے بعد کشمیر میں دفن ہوئے جہاں آپ کی قبر موجود ہے۔

حیات مسیح کا عقیدہ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں اس قدر مقبول تھا کہ جب آپ نے وفات مسیح کا اعلان کیا تو آپ کے خلاف بے بصیرت اور جاہل ملاؤں کا سارے ہندوستان میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور علماء نے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا لیکن حضرت مرزا صاحب کے وفات مسیح کے اعلان کرنے کے بعد عیسائیت کی تبلیغ پر ایک کاری ضرب لگی اور اس کی ترقی رک گئی جس کا اعتراف خود حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے دیباچہ ترجمہ قرآن میں موجود ہے جس کا ذکر اس کتابچہ میں دئے گئے حوالہ جات کے ضمن میں آگے آئے گا۔

اب حال یہ ہے کہ اس وقت بہت سے مسلمان وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں حتیٰ کہ مصر کی مشہور یونیورسٹی جامعہ الازھر کے چانسلر شیخ محمود شلتوت نے بھی یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبوی ہر دو میں ہرگز کوئی ایسی سند دستیاب نہیں ہے کہ جس پر اعتماد کرتے ہوئے حیات مسیح کا عقیدہ رکھا جا سکے۔ شیخ محمود شلتوت صاحب کا یہ فتویٰ ان کے مجموعہ فتاوی میں شائع شدہ ہے مصر میں یہ کتاب عام دستیاب ہے اور یہاں بھی بعض لائبریریوں میں مل سکتی ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب کا وفات مسیح ثابت کر دکھانا ایک ایسا کارنامہ ہے کہ

جس سے اسلام، بانی اسلام اور امت مسلمہ کی بے حد توقیر قائم ہوئی ان کا حضرت عیسی علیہ السلام کا محتاج ہونا بالکل ختم ہو گیا اور مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ پر اب ایک انتہائی کاری ضرب لگ چکی ہے جس کا اعتراف سنجیدہ طبع مسلمانوں نے نہایت فراخدلی سے کیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ہم حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں ان کے مخلص مرید مولوی نور محمد صاحب نقشبندی کا یہ حوالہ پیش کر کے بتاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم، سنت، بائیبل اور عقل سے مسیح ناصری کی وفات ثابت کر کے اس دور کے مسلمانوں پر کتنا بڑا احسان کیا ہے اور ان کو عیسائیت کی خوفناک یلغار سے کس طرح بچا لیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا .... اسلام کی سیرۃ واحکام پر جو اس کا حملہ ہوا وہ تو ناکام ثابت ہوا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ثابت ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی"

دیباچہ ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ص ۳۰

(مطبوعہ ۱۹۳۴ء نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۲۔ حضرت مرزا صاحب کا دوسرا عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ صحاح ستہ کی ایک کتاب ابن ماجہ کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود دونوں دراصل ایک ہی وجود کے دو نام ہیں چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "لا المھدی الا عیسی ابن مریم

" (سنن ابن ماجہ باب شدۃ الزمان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ۔ کراچی) اس مہدی کے متعلق عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ آئے گا اور تلوار لے کر دنیا میں نکلے گا اور جو بھی اسلام کو قبول نہیں کرے گا وہ اسے تلوار سے قتل کر دے گا۔

کوئی سلیم الفطرت انسان ذرا اس عقیدہ پر ٹھنڈے دل سے غور تو کرے کہ یہ عقیدہ کیا ہے؟ اور کیا اس سے دین اسلام کی کوئی عظمت ثابت ہوتی ہے؟ اس کا تو صاف اور واضح مطلب صرف یہ نکلتا ہے کہ اسلام میں نہ کوئی روحانی تاثیر ہے جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکے اور نہ ہی اس کے پاس اپنے آپ کو منوانے کے لئے کوئی موثر دلائل و براہین ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے آکر اس عقیدہ کا باطل ہونا ثابت کر کے مسلمانوں کو ایک جھوٹے توکل سے نجات دلوادی کہ اسلام کو پھیلانے کے لئے کسی کوشش کی ضرورت نہیں بس مہدی کے آنے کا انتظار کیا جائے۔

پس حضرت مرزا صاحب نے آکر اس عقیدہ کو باطل ثابت کرنے کے بعد ایک ایسی جماعت تیار کر دی ہے جو اس وقت ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے اور اپنے دلائل کی رو سے اسلام کی سچائی کو پورے زور سے ثابت کر کے بے شمار لوگوں کو بلکہ بلا مبالغہ لاکھوں کو حلقہ بگوش اسلام کر چکی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے جب کہ جاہل ملاں اور ان کے زیر اثر جاہل لوگ ابھی تک اس خیالی مہدی کے انتظار میں محض وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ان کے پاس تبلیغ اسلام کا کوئی پروگرام سرے سے ہے ہی نہیں اس لئے وہ خدمت اسلام کے کسی قسم کے تعمیری یا ٹھوس کام سے بالکل محروم و بے نصیب ہیں۔

۳۔ حضرت مرزا صاحب کی آمد سے تبلیغ اسلام کے لئے بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ایک مثبت اور تعمیری پروگرام مل گیا ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے ۷۰۰ سے زائد مبلغین، معلمین اور مربیان ایک واجب الاطاعت امام کی اتباع کے نتیجہ میں دن رات اس وقت دنیا کے ۱۴۰ ممالک میں تبلیغ و ترویج اسلام کے کام میں پوری طرح منہمک اور مصروف ہیں۔ دنیا کی ۵۳ زبانوں میں جماعت احمدیہ قرآن

کریم کا مکمل ترجمہ اب تک شائع کر چکی ہے اور مزید ۵۰ زبانوں میں ترجمہ کا کام پورے زور شور سے جاری ہے۔ ۶۰ زبانوں میں منتخب احادیث نبویہ کا ترجمہ شائع ہو کر ان ممالک کے لوگوں تک پہنچ چکا ہے۔ مشرقی اور مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں اس وقت جماعت کے سینکڑوں پرائمری اور درجنوں سیکنڈری سکولز قائم ہو کر افریقن بھائیوں کو عیسائیت کے چنگل میں گرفتار ہونے سے بچالیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مغربی افریقہ میں ۲ درجن سے زائد اور مشرقی افریقہ میں تین احمدیہ ہسپتال کل ۳۱ ہسپتال دن رات خدمت انسانیت میں مصروف ہیں۔

مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تقریباً ۲۷ برس پہلے جب کہ خاکسار اپنے کینیا مشن کے مرکز نیروبی میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ وہاں سے جنوبی افریقہ کا ایک مسلمان لیڈر گزرا جسے ہمارے ایک احمدی پروفیسر چوہدری محمد اسلم صاحب مجھے ملانے کے لئے اپنے ساتھ لائے۔ اثنائے گفتگو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ جماعت احمدیہ کے مخالفین میں سے ہیں اس لئے میں نے ان سے کہا کہ دیکھو جی لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ؟ ہماری جماعت نے صحیح خدمت اسلام کے لئے ایک مثال قائم کر دی ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کے لئے اپنے مبلغین اکناف عالم میں بھجوا کر دن رات اس کام میں مصروف ہیں اور ہم بمشکل ایک کروڑ ہیں جب کہ آپ باقی مسلمان کم از کم ۹۹ کروڑ ہیں اس لئے لڑنے جھگڑنے کی بجائے اگر آپ بھی تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین باہر بھجوانا شروع کر دیں تو اسلام کی تبلیغی قوت ۹۹ گنا بڑھ جائے گی۔ یہ سن کر اس کے منہ سے بے اختیار یہ نکلا کہ "اگر آپ نے کوئی جگہ چھوڑی ہو تو ہم اپنے مبلغین وہاں بھجوائیں۔"

ہم احمدی صرف ایک کروڑ ہیں اور بعض تو ہمیں ایک کروڑ بھی تسلیم نہیں کرتے۔ نہ سہی لیکن یہ تو انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ساری دنیا میں اگر کوئی تبلیغ منظم طریق سے کر رہا ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ والفضل ماشهدت به الاعداء

۴۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے بفضلہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی ایک نہایت

ہی عظیم الشان پیش گوئی پوری شان سے پوری ہو کر آنحضرت ﷺ کی صداقت پر ایک اور مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔ وہ پیش گوئی یہ ہے کہ حضرت امام مہدی کے وقت میں سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ جاہل مسلمان ملاؤں کے زیر اثر یہ سمجھتے تھے کہ مہدی معہود کے وقت میں یہ مادی سورج حقیقتاً مغرب سے طلوع ہو گا حالانکہ یہ عملاً ناممکن ہے کیونکہ جس طرح ایک انتہائی تیز رفتار کار یا موٹر کو Reverse Gear فوراً نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ یہ انجن کو توڑ کر رکھ دے گا۔ اسی طرح اس انتہائی تیز رفتار سیارہ یعنی سورج کا اچانک مشرق سے طلوع ہونا بالکل ناممکن ہے کیونکہ اگر یہ بے انتہا تیز رفتار سیارہ (والشمس تجری) اچانک اپنا رخ بدل دے تو دنیا کی تباہی یقینی ہے یہ بات صرف عقلمندوں کو سمجھ آسکتی ہے لیکن جو ملاں ابھی تک یہ یقین نہیں کرتے کہ کوئی شخص یا اشخاص چاند پر ہو کر واپس اس دنیا میں آگئے ہیں ان کی سمجھ میں یہ بات ہرگز نہیں آسکتی ہے۔

پس مذکورہ بالا حدیث نبوی کا مطلب صرف یہ ہے کہ اسلام جس کو آنحضرت ﷺ نے سورج سے تشبیہ دی ہے اس کو مغربی اقوام قبول کرنا شروع کر دیں گی۔ سو الحمد للہ کہ آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی آج جماعت احمدیہ کے ذریعہ حرف بہ حرف پوری ہو رہی ہے اور جماعت احمدیہ کے مبلغین کے ذریعہ مغربی اقوام کے متعدد افراد مختلف ممالک میں اسلام کو نہ صرف قبول کر چکے ہیں بلکہ بعض ان میں سے اس وقت خود مبلغین اسلام بن کر اپنی اپنی اقوام میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں "وذالک فضل الله یوتیه من یشاء"۔

اس ضمن میں یہ بات انتہائی روح افزاء اور خوش کن ہے کہ کبھی انگریزوں کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ ان کی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا مگر آج یہ بات ان کے متعلق ہرگز نہیں کہی جا سکتی لیکن احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے آج یہ اعزاز بخش دیا ہے کہ اس پر اب واقعی سورج غروب نہیں ہوتا کیونکہ اب یہ جماعت بفضلہ تعالیٰ دنیا کے ۱۴۰ ممالک میں قائم ہو چکی ہے اور جب بھی اور جہاں بھی اس دنیا پر یہ مادی سورج کسی جگہ چمک رہا ہوتا ہے اس کے نیچے کئی ممالک میں احمدیہ

جماعتیں قائم و دائم نظر آتی ہیں۔

اہل تشیع کی معتبر روایات کے مطابق ☆ آنے والا امام مہدی جب آئے گا اور کلام کرے گا تو اس کا کلام مشرق و مغرب کے سب لوگ سنیں گے یہ علامت بھی بفضلہ تعالیٰ آج احمدیت کے حق میں پوری شان سے متحقق ہوتی نظر آرہی ہے کیونکہ بفضلہ تعالیٰ احمدیہ ٹیلیویژن کے ذریعہ اب امام جماعت احمدیہ کے نہ صرف خطبات بلکہ درس قرآن مجید اور مجالس سوال و جواب کی ساری کارروائی پانچوں براعظموں میں برابر سنی اور دیکھی جاسکتی ہے۔ اس وقت یہ سلسلہ آٹھ زبانوں میں جاری ہے یعنی اردو، انگریزی، عربی، فرانسیسی، ترکی، روسی، اور بوسنین زبان اور کبھی کبھی اس میں جرمن زبان کا اضافہ بھی حسب ضرورت ہوتا ہے یہ آٹھ زبانیں دنیا کی ۹۰ فیصدی آبادی پر مشتمل ہیں۔ پس یہ بات بھی احمدیت کی سچائی کا منہ بولتا ایک ایسا ثبوت ہے جس کا کوئی عقل مند اب انکار نہیں کر سکتا۔ میں نہ مانوں کا کوئی علاج کسی بھی نبی کے وقت میں کبھی نہیں ہوا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "

وما تغنی الایت والنذر عن قوم لا یومنون " (سورہ یونس آیت نمبر ۱۰۲)

۵- غلبہ اسلام کے لئے جو بے نظیر تحریری کام حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ سے بھی پہلے کر دیا تھا وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" لکھی جس میں اسلام کی حقانیت اور سچائی ثابت کرنے کے لئے ۳۰۰ دلائل

☆ ۱- شیعہ مترجم قرآن سید مقبول حسین دہلوی اپنے ترجمہ قرآن میں سورہ ق کی آیت نمبر ۴۲-۴۱ کے متعلق حاشیہ پر یہ نوٹ دیتا ہے کہ " تفسیر قمی میں ہے کہ ایک منادی قائم آل محمد اور ان کے والد ماجد کا نام لے کر اعلان کرے گا اور اس کی آواز سب کو یکساں پہنچے گی۔ الصیحہ بالحق پر اس نے یہ نوٹ دیا ہے کہ اس سے مراد جناب قائم آل محمدؑ کی وہ آواز ہے جو آسمان سے سنی جائے گی۔

۲- شیعوں کی معتبر کتاب " بحار الانوار جلد ۱۳ مصنفہ علامہ مجلسی کا ترجمہ علی دوانی نے کیا ہے جسے دارالکتب الاسلامیہ طہران نے مہدی موعود" کے نام سے شائع کیا ہے اس کے ص ۹۷۹ پر لکھا ہے کہ " زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ امام مہدی کے موقعہ ظہور سے آواز آئے گی۔ وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ آواز خاص لوگوں کے لئے ہو گی یا کہ عام ہو گی ؟ اس پر آپ نے فرمایا " عام "۔ یسمع کل قوم بلسانھم ۔ یعنی یہ آواز عام ہو گی اور ہر قوم اسے اپنی زبان میں سنے گی۔

جمع کر دئے اور ہزار ہا روپے کا انعام اس شخص کو دینے کا اعلان کیا جو ان دلائل کو توڑ کر دکھا سکے۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے سارے ہندوستان سے خراج تحسین حاصل کیا چنانچہ اس وقت کے اہل حدیث فرقہ کے ایک بہت بڑے عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس کتاب کے بارے میں لکھا کہ "اب ہم اس "براہین احمدیہ" پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ کی موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی جانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے" (رسالہ اشاعت السنہ جلد ۶ نمبر ۷)

حقیقت یہ ہے اور کوئی ذی شعور انسان اس کا ہرگز انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت مرزا صاحب نے ہر مذہب کے مقابل پر دین اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ایک ایسا علم کلام ایجاد کر دیا ہے کہ جس کی مدد سے باسانی سب مخالفین اسلام کو دلائل علمیہ کے ذریعہ اسلام کی سچائی کا قائل کیا جاسکتا ہے تبلیغ اسلام کا شوق رکھنے والے سب بڑے بڑے علماء کی ذاتی لائیبریریوں میں جماعت احمدیہ کا شائع کردہ لٹریچر پایا جاتا ہے جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور ان دلائل کو استعمال کرتے ہیں جو جماعت احمدیہ کے ایجاد کردہ ہیں۔ بسا اوقات یہ لوگ بغیر حوالہ دئے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کی بعض پوری کی پوری عبارتیں اپنی کتابوں میں درج کر لیتے ہیں جس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے چنانچہ مولوی دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بڑی محنت اور کاوش سے ان باتوں کا سراغ لگا کر انہیں اپنی کتاب "جدید علم کلام کے عالمی اثرات" میں جمع کر دیا ہے۔ ایسی کتب میں سے سردست صرف تین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک کتاب آئینہ حقائق قرآن ہے جسے اسلامی مشن سنت نگر لاہور نے شائع کیا ہے اور دوسری کتاب "حکمت بالغہ جلد نمبر ۲ از ص ۱۲۶ تا ص ۱۴۲ ہے جسے مولانا ابو الجمال احمد مکرم صاحب عباسی چڑیا کوٹی نے تصنیف کیا ہے اور اسے مطبع دائرہ المعارف نظامیہ حیدر آباد دکن نے شائع کیا ہے۔ تیسری

کتاب جسے قیام پاکستان کے بعد لاہور سے شیخ سراج الدین اینڈ سنز نے شائع کیا ہے اس کا نام ہے "خطبات الحنفیہ" اس کتاب کے بتیسویں وعظ کا آغاز ان بارہ اشعار سے ہوتا ہے جو سارے کے سارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام "درثمین" سے ماخوذ ہیں بحوالہ "جماعت احمدیہ کی ملی خدمات" ص ۳۱ از مولانا دوست محمد صاحب شاہد

۶- ایک اور بہت بڑا انقلاب جو حضرت مرزا صاحب کی آمد سے عالم اسلام پر آیا وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل عیسائیوں اور ہندوؤں نے اپنے خلاف اسلام حملوں سے مسلمانوں کا جینا تقریباً دوبھر کر رکھا تھا- کئی مسلمان اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو چکے تھے اور خال خال ہندو بھی ہو گئے تھے سب مسلمانوں پر مایوسی کا ایک شدید عالم طاری تھا- عیسائی جگہ جگہ یہ دعوے کر رہے تھے کہ عنقریب ہندوستان میں کوئی مسلمان دیکھنے کو بھی نہ ملے گا وہ اس قدر دلیر ہو چکے تھے کہ وہ اعلانیہ یہ کہنے لگے تھے کہ وہ دن دور نہیں جب ہم مکہ ومدینہ پر صلیبی جھنڈے لہرادیں گے- حالات اس قدر خراب تھے کہ لدھیانہ کے ایک گدی نشین صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی نے اپنے ایک خط میں حضرت مرزا صاہب کی خدمت میں لکھا کہ ۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پر نظر تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اس لئے جب حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تو اسلام کا درد رکھنے والے مسلمانوں کی جان میں جان آئی اور ان کی مایوسی کے بادل چھٹ گئے اور ان میں یہ جرات پیدا ہوئی کہ وہ ہندوؤں اور عیسائیوں ہردو کو للکار سکیں-

(i) تاریخ ہند اس بات کو ریکارڈ پر لاتی ہے کہ متحدہ ہندوستان کے مشہور مذہبی نمائندے دسمبر ۱۸۹۶ء میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے اور لاہور میں شہرہ آفاق جلسہ اعظم مذاہب کا انعقاد عمل میں آیا- اس کانفرنس میں حضرت مرزا صاحب کا رقم فرمودہ مقالہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے پہلے ہی بذریعہ اشتہارات پیش گوئی کردی تھی کہ میرا مضمون سب پر غالب رہے گا-

دیگر تمام مضامین پر حقیقتاً بالا رہا اور وسطی ایشاء میں اس کی دھوم مچ گئی چنانچہ کلکتہ کے اخبار "جنرل و گوہر آصفی" نے اپنی ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور" اور فتح اسلام کے دوہرے عنوان سے ایک طویل مقالہ لکھتے ہوئے کہا کہ "اس جلسہ اعظم مذاہب میں اسلامی وکالت کے لئے سب سے زیادہ لائق کون شخص تھا؟ ہمارے ایک معزز نامہ نگار صاحب نے سب سے پہلے خالی الذہن ہو کر اور حق کو مدنظر رکھ کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اپنی رائے میں منتخب فرمایا تھا.......... جلسہ کی کارروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے اور اس انتخاب کو راست کیا ہے .... اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب ہوئی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب سے بالا ہے۔ بالا ہے"

(ii) اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی نے اپنی اشاعت مورخہ یکم فروری ۱۸۹۷ء کے شمارہ میں اس "جلسہ اعظم مذاہب" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ "ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے پڑھا........ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا .... مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کی لیکچر کے وقت خلقت اس قدر آ گری جیسے شہد پر مکھیاں.......... غرض یہ کہ وہ لیکچر ایسا پر لطف اور ایسا عظیم الشان تھا

کہ بغیر سننے کے اس کا لطف بیان میں نہیں آسکتا.......... بہرحال اس کا شکر ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا۔ اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ گو زبان سے وہ اقرار کریں یا نہ کریں"

(انتصار از کتاب مولانا دوست محمد صاحب شاہد "جدید علم کلام کے عالمی اثرات" صفحہ ۴۹ تا ۵۹)

۷- ایک نہایت ہی عظیم کارنامہ جو حضرت مرزا صاحب نے آکر انجام دیا وہ یہ ہے کہ آپ نے سب انبیاء کرام کی عصمت اور بے گناہی قرآن مجید سے ثابت کر دکھائی۔ آپ کی آمد سے پہلے عیسائیوں اور یہودیوں کی روایات سے متاثر ہو کر مسلمان ہر نبی کو گناہ گار سمجھنے لگ گئے تھے اور قرآنی تفسیریں ان باتوں سے بھری پڑی تھیں حتی کہ خود آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی ان تفسیروں میں (نقل کفر کفر نباشد) اب تک یہ الفاظ موجود ہیں "انہ علیہ الصلوۃ والسلام ابصرھا بعد ما انکحھا ایاہ فوقعت فی نفسہ فقال سبحن اللہ مقلب القلوب" یعنی جب آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب کا نکاح اپنے متبنی حضرت زید سے کرادیا تو ایک دن آپ نے انہیں دیکھ لیا تو وہ آپ کو پسند آگئیں اور آپ کے منہ سے نکلا اللہ پاک ہے جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔ اس پر حضرت زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور حضور نے ان سے شادی کرلی (بیضاوی تفسیر آیت نمبر ۳۸ سورہ احزاب)

حضرت مرزا صاحب نے آکر سب انبیاء کی عصمت از روئے قرآن مجید ثابت کردی۔ آپ نے سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۲۷ تا ۲۹ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ خود انبیاء کو معصوم قرار دیتا ہے تو پھر کسی مفسر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کو گناہ گار سمجھے؟

وہ تینوں آیات یہ ہیں:-

وقالوا اتخذ الرحمن ولدا ط سبحنہ ط بل عباد مکرمون ○ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ○ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون ○

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان خدا نے بیٹا بنالیا ہے۔ وہ ہر کمزوری سے

پاک ہے حقیقت یہ ہے کہ (جن کو یہ بیٹا کہتے ہیں) وہ خدا کے کچھ بندے ہیں جن کو خدا کی طرف سے عزت ملی ہے۔ وہ خدا کی بات سے ایک لفظ بھی زیادہ نہیں کہتے اور وہ اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں وہ خدا اس کو بھی جانتا ہے جو انہیں آئندہ پیش آنے والا ہے اور جو وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور وہ سوائے اس کے جس کے لئے خدا نے یہ بات پسند کی ہو کسی کے لئے شفاعت نہیں کرتے اور وہ اس کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں۔

گناہ کے تین مصادر ہیں۔ زبان' جوارح یعنی اعضاء انسانی اور دل لا یسبقو نہ بالقول میں اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کی پاکیزگی کی گواہی دی ہے کہ وہ حکم خداوندی کے خلاف کچھ نہیں بولتے۔ وھم بامرہ یعملون میں بتلایا کہ ان کے جوارح یعنی اعضاء ہمیشہ حکم الٰہی کے تابع رہتے ہیں وھم من خشیتہ مشفقون میں اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ ان کے دل خشیت الٰہی سے سدا لرزاں رہتے ہیں پس جب سب انبیاء کے ہر سہ مصادر گناہ طاہر و مطہر ہیں تو ان سے گناہ کیسے سرزد ہو سکتا ہے ؟ پس قرآن مجید سے حضرت مرزا صاحب کا عصمت انبیاء ثابت کرنا ایک نہایت ہی عظیم کارنامہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ اگر انبیاء کو معصوم نہ مانا جائے تو ان کی آمد بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے کیونکہ جو خود پاک نہ ہو وہ دوسروں کو کیسے پاک بنا سکتا ہے ؟ دوسروں کو پاک کرنا تو کجا ایسا شخص تو خود بھی قرب الٰہی سے کبھی فیض یاب نہیں ہو سکتا اس لئے حضرت مرزا صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ۔

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

۸۔ حضرت مرزا صاحب کا خدمت اسلام کا ایک اور بہت بڑا کارنامہ جس نے قرآن کریم کی عزت و عظمت دلوں میں بٹھا دی وہ یہ ہے کہ آپ کی آمد سے پہلے مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ ناسخ اور کچھ حصہ منسوخ ہے۔

یہ عقیدہ نہایت ہی خطرناک' خلاف قرآن اور خلاف عقل تھا اس کا ایک

ثبوت یہ ہے کہ بعض کے نزدیک قرآن مجید کی ۵۰۰ آیتیں منسوخ تھیں اور بعض کے نزدیک اس سے کچھ کم اور بعض کے نزدیک کم از کم اس کی ۵ آیتیں تو ضرور منسوخ تھیں جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ اس عقیدہ کے بطلان کا ایک ثبوت یہ ہے کہ منسوخ آیات کی تعداد میں اختلاف ہی یہ بتلاتا ہے کہ جس کو جتنی آیات سمجھ نہ آئیں اس نے کہ دیا کہ یہ آیات منسوخ ہیں گویا عقل انسانی ناسخ قرآن بن گئی جو کہ کلام الہٰی ہے۔ بتائیں کہ اس سے بڑی توہین قرآن اور کیا ہو گی؟

حضرت مرزا صاحب نے آکر اعلان کیا کہ قرآن مجید چونکہ کلام الہٰی ہے اس لئے اس کا کوئی حصہ بھی ہرگز منسوخ نہیں ہے اس لئے کہ یہ ھدی للناس ہے۔ آپ نے قرآن مجید کے اس نقص سے بکلی پاک ہونے کی یہ دلیل قرآن مجید سے دی کہ:۔

وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (سورہ حم السجدہ آیت نمبر ۴۳۔۴۲)

ترجمہ: وہ یعنی قرآن مجید یقیناً ایک بڑی عزت والی کتاب ہے۔ باطل یعنی بیکار اور لغو چیز نہ اس کے سامنے سے حملہ کر سکتا ہے اور نہ پیچھے سے اس لئے کہ یہ اس خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے جو بڑی حکمتوں والا اور بڑی تعریفوں والا ہے۔

اب ذرا غور فرمائیں کہ اگر اس مقدس کتاب کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس میں ناسخ و منسوخ ہیں تو پھر باطل یعنی بیکار اور لغو تو اس کے اندر ہی موجود ہے باہر سے آنے کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی؟

پس حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید کا ناسخ و منسوخ سے پاک ہونا ثابت کر کے قرآن مجید کی بہت بڑی خدمت کی ہے جو دوسرے مسلمانوں سے ہرگز نہ ہو سکی۔ آپ نے اس طرح قرآن مجید کی عفت و طہارت اور بے حد عزت و توقیر قائم کر دی اور قرآن کریم کی عظمت کے گن گاتے ہوئے فرمایا۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلی نکلا

پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضاء نکلا

نیز فرمایا۔

دل میں میرے ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

۹۔ ایک اور بڑا کارنامہ جو حضرت مرزا صاحب نے سرانجام دیا وہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم اور حدیث پاک کی رو سے مسلمانوں کو جہاد کا حقیقی اور صحیح مفہوم بتلایا اس سے پہلے مسلمانوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے یہی سمجھ رکھا تھا کہ جہاد یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کے سامنے اسلام پیش کرو اگر تو وہ قبول کرے تو ٹھیک ورنہ تلوار سے اس کا سر قلم کردو۔

یہ عقیدہ سراسر توہین اسلام ہے اس لئے آپ نے قرآن وحدیث سے جہاد کا اصلی اور حقیقی مفہوم پیش کر کے مسلمانوں کی جہاد کے بارہ میں صحیح راہنمائی فرما کر ایک بہت بڑی خدمت اسلام کی ہے۔

آپ نے واضح فرمایا کہ دین اسلام میں جہاد تین قسم کا ہے جہاد اصغر یعنی سب سے چھوٹا جہاد۔ جہاد اکبر یعنی سب سے بڑا جہاد اور جہاد کبیر یعنی بڑا جہاد۔ آنحضرت ﷺ نے جنگ تبوک سے واپسی پر فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر یعنی ہم سب سے چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر سب سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ جیسا کہ شارحین حدیث نے تشریح کی ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دین کی خاطر لڑائی کو جہاد اصغر قرار دیا ہے یعنی سب سے چھوٹا جہاد اور جہاد بالنفس یا مجاہدہ کو جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ جہاد بالنفس کو جہاد اکبر اس لئے قرار دیا کہ اس جہاد یا مجاہدہ کے بغیر انسان پر قرب الٰہی کی راہیں کھلتی ہی نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے والذين جاهدوا فينا

لنهدینهم سبلنا (سورہ عنکبوت آیت نمبر ۷۰) یعنی وہ لوگ جو ہماری خاطر مجاہدات کرتے ہین ہم اپنے قرب کی راہیں ان کے لئے ضرور کھولتے ہیں اب رہا تیسری قسم کا جہاد یعنی جہاد کبیر تو وہ جہاد تبلیغ دین ہے جیسا کہ خود قرآن کریم فرماتا ہے وجاھدھم به جهاد اکبیرا (سورہ فرقان آیت نمبر ۵۳) یعنی اس قرآن کو لے کر یا اس کی مدد سے جہاد کبیر یعنی تبلیغ دین کرو

حضرت مرزا صاحب نے بتلایا کہ دو قسم کے جہاد کبھی منسوخ نہیں ہوتے یعنی جہاد اکبر یا مجاہدہ بالنفس جو قرب الہٰی کے حصول کے لئے از حد ضروری ہے اور دوسرا جہاد کبیر یعنی قرآنی دلائل سے تبلیغ دین کرنا لیکن جہاد اصغر یعنی تلوار کا جہاد تو صرف اس وقت کیا جاتا ہے جب کفار خود تلوار لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوں جیسا کہ قرآن شریف خود فرماتا ہے کہ وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱) یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صرف ان لوگوں سے لڑائی کرو جو تم سے لڑائی کرتے ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب نے بتلایا کہ یہ بالکل غلط بات ہے کہ تم کسی کے سامنے اسلام پیش کرو اور اگر وہ اسے قبول نہ کرے تو تم اس کا سر تلوار سے قلم کردو۔

مندرجہ بالا تینوں قسم کے جہادوں کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب نے نہایت ہی معقول تعلیم یہ دی کہ جہاد بالنفس جو جہاد اکبر ہے وہ تو ہمیشہ کے لئے جاری وساری ہے اس کے منسوخ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ ایسے ہی جہاد کبیر یعنی قرانی دلائل سے تبلیغ اسلام کرنا بھی قیامت تک جاری ہے البتہ جہاد اصغر یعنی لڑائی صرف اسی صورت میں جائز ہے جب دشمن اسلام مسلمانوں پر پہلے خود حملہ کرے۔ تب مسلمانوں کو بھی اجازت ہے کہ وہ بھی اپنا دفاع انہی ہتھیاروں سے کریں جس قسم کے ہتھیار دشمن اسلام استعمال کررہا ہو۔

اب جہاد کی اس اعلیٰ تشریح کرنے کے ساتھ حضرت مرزا صاحب نے ایک ایسا علم کلام ایجاد کیا کہ جس کی مدد سے احمدی مبلغین دنیا کے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں ہر قسم کے مخالفین اسلام سے باسانی نبرد آزما ہو کر انہین مغلوب کرنے

کی پوری پوری صلاحیت حاصل کر چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے پاس عیسائیوں، ہندوؤں، دہریوں اور مشرکوں الغرض ہر قسم کے منکرین اسلام کے خلاف ایسے قوی دلائل ہیں کہ جن کی مدد سے جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ ان سب مذاہب پر اسلام کی فوقیت ثابت کر رہی ہے اور دنیا کے سب براعظموں میں پھیلتی چلی جارہی ہے اور وہ مسلمان جو اس سے پہلے مایوسی یا جمود کا شکار تھے جیسا کہ مولانا حالی مرحوم نے اپنی ایک نظم میں فرمایا تھا کہ ۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے ۔ امت پر تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

اب جماعت احمدیہ کے مہیا کردہ اسلامی دلائل سے باسانی منکرین اسلام پر اسلام کی سچائی ثابت کرنے لگ گئے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ جس رنگ میں جہاد کی قائل ہے وہ ہر معقول انسان کو اپیل کرتا ہے اس لئے مخالفین احمدیت کا یہ کہنا کہ احمدی نعوذ باللہ جہاد کے منکر ہیں ایک صریح جھوٹ ہے۔

پھر عملی طور پر بھی اگر دیکھا جائے تو جماعت احمدیہ ہی اپنے دعویٰ میں سچی نکلی ہے۔ پاکستان بننے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی کشمیر میں پاکستان کو ہندوستان کے خلاف جنگ لڑنی پڑی تو جماعت احمدیہ نے فوراً اپنے خرچ پر اپنی جماعت کی طرف سے کشمیر میں لڑنے کے لئے حکومت کو ایک پوری بٹالین مہیا کی جس نے محاذ جنگ پر کارہائے نمایاں سرانجام دے کر حکومت سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اس کے برعکس مولانا مودودی صاحب نے پاکستان میں رہتے ہوئے بھی جہاد کشمیر کو سرے سے ہی حرام قرار دیا۔ اب کوئی انصاف پسند غور کرے کہ جہاد کا منکر کون ہے؟ مودودی صاحب کا یہ فتویٰ ان دنوں کے سب اخباروں میں شائع شدہ ہے اس لئے جماعت اسلامی کبھی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی ☆ لیکن پھر بھی مخالفین

☆ میرا یہ خیال تھا کہ کوئی شریف آدمی بات کہہ کر اس سے مکرتا نہیں اس لئے میں نے یہ لکھ دیا کہ جماعت اسلامی اس حقیقت حال سے کبھی انکار نہیں کر سکتی لیکن میرے کرم فرما شیخ عبدالماجد صاحب نے لاہور سے اس کتابچے کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھا کہ جماعت اسلامی تو قطعاً انکار کرتی ہے وہ بار بار حوالہ مانگتے ہیں اس لئے جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے حوالہ دینا ضروری ہوگیا ہے جو درج کیا جاتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

احمدیت یہ جھوٹ مسلسل بولتے چلے جارہے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ جہاد کے منکر ہیں۔

۱۰۔ حضرت مرزا صاحب کے خدمت اسلام کے کارنامے تو اور بھی بہت ہیں اور ان سب کو اس کتابچے میں درج نہیں کیا جا سکتا اس لئے آخر میں اب صرف ایک اور اہم کارنامہ آپ کا درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ملائکہ اللہ پر ایمان لانا ایمانیات کا دوسرا رکن ہے۔ ان کے بارہ میں مسلمانوں میں بہت ہی غلط تصورات پائے جاتے تھے۔ بعض کہتے تھے کہ ملائکہ کا وجود محض وہمی ہے اور بعض کہتے تھے کہ ملائکہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟

اب دیکھیں یہ کس قدر خطرناک بات ہے۔ اگر ملائکہ کا وجود نعوذ باللہ وہمی ہے تو پھر کیا آنحضرت ﷺ جھوٹ بولا کرتے تھے کہ جبرائیل میرے پاس وحی لے کر آتا ہے۔ یہی صورت حال پھر دوسرے انبیاء کرام کے متعلق ہو گی کہ نعوذ باللہ وہ بھی جھوٹ بولا کرتے تھے کہ فرشتے ان کے پاس وحی الٰہی لے کر آتے ہیں اور قرآن مجید نے جو حضرت مریم کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ایک فرشتہ ان کے پاس آیا فتمثل لھا بشرا سویا یعنی وہ فرشتہ ان کے پاس انسانی شکل میں متمثل ہو کر ظاہر ہوا تو کیا قرآن کریم نے بھی نعوذ باللہ جھوٹ بولا ہے؟ اور اگر فرشتوں کی کوئی ضرورت ہی نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت مریم کے پاس کس لئے بھیجا تھا؟

مئی ۱۹۴۸ء کے دوسرے ہفتہ میں مولانا مودودی جماعت اسلامی سرحد کے اجتماع پر پشاور تشریف لے گئے وہاں آزاد کشمیر گورنمنٹ کے محکمہ نشرو اشاعت کے انچارج جناب نبی بخش نظامی نے مولانا سے جہاد کشمیر کے متعلق استفسار کیا۔ مولانا نے کچھ تامل کے بعد جہاد کشمیر کی نسبت فرمایا "پاکستان کے باشندوں کے لئے اس میں حصہ لینا اس وقت تک جائز نہیں جب تک ان کی نمائندہ حکومت اور حکومت ہند کے درمیان معاہدانہ تعلقات قائم ہیں" بحوالہ ترجمان القرآن جون ۱۹۴۸ء صفحہ ۱۱۹ اور "جماعت اسلامی پر ایک نظر" مصنفہ شیخ محمد اقبال ایم۔ اے صفحہ ۴۷۔

اس سے بھی بدتر:

پاکستانی فوج میں جماعت اسلامی کے ارکان کی شمولیت پر جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے 10 - اپریل ۱۹۴۸ء کے اجلاس میں کوئی فیصلہ کیا جس کی روشنی میں قیم جماعت نے چند ماہ بعد ایک خط کے جواب میں لکھا "موجودہ حکومت پاکستان غیر اسلامی ہے اس لئے ہم مسلمانوں کو اس کی فوج یا ریزرور دستوں میں بھرتی ہونے کا مشورہ نہیں دے سکتے" بحوالہ نوائے وقت لاہور 31 - اکتوبر ۱۹۴۸ء اور "جماعت اسلامی پر ایک نظر" مصنفہ شیخ محمد اقبال ایم۔ اے صفحہ ۵۵

پس فرشتوں کا انکار ارکان ایمان میں سے دوسرے اہم رکن کا انکار ہے اس لئے اس غلطی کی اصلاح کر کے حضرت مرزا صاحب نے ایک بہت بڑی خدمت اسلام کی ہے جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

(ا) حضرت مرزا صاحب نے واضح کیا کہ فرشتے انسان اور خدا کے درمیان واسطہ کا کام دیتے ہیں اور علاوہ اور کاموں کے ان کے سپرد انبیاء اور اولیاء کے پاس کلام الٰہی لانے کا کام بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "وماکان لبشران یکلمه الله الا وحیا اومن ورآی حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء انه علی حکیم ○ (سورہ الشوریٰ آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ: کسی آدمی کی یہ حیثیت نہیں کہ اللہ اس سے وحی کے سوا یا پردے کے پیچھے بولنے کے سوا کسی اور صورت سے کلام کرے یا اس کی طرف (فرشتوں میں سے) کسی کو رسول (بنا کر) بھیجے جو اس کے حکم سے جو کچھ وہ کہے بات پہنچا دیں وہ بڑی شان والا اور حکمتوں کا واقف ہے۔ یہ آیت وضاحت سے ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرنے کے لئے فرشتوں کو بطور واسطہ استعمال کرتا ہے۔

(ب) حضرت مرزا صاحب نے از روئے قرآن یہ بھی ثابت کیا کہ فرشتے خدا تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہیں جو اس کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے۔ " و یفعلون مایومرون ۔ اور جس بات کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ صرف وہی کرتے ہیں (سورہ النحل آیت نمبر ۵۱) پس جب فرشتے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے تو پھر یہ خیال کرنا کہ شیطان پہلے فرشتہ ہوا کرتا تھا اور اس نے زمین کے چپہ چپہ پر خدا کو سجدہ کیا تھا لیکن آدم کو حکم الٰہی کے ماتحت سجدہ نہ کرنے کے بعد وہ شیطان بن گیا سراسر باطل خیال ہے۔

(ج) حضرت مرزا صاحب نے یہ بھی واضح کیا کہ یہ سارا کارخانہ عالم انہی فرشتوں پر چل رہا ہے۔ اس عالم کے مختلف امور مختلف فرشتوں کے سپرد ہیں۔ اور انکا ایک کام اہل زمین کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ویستغفرون لمن فی الارض (سورہ الشوریٰ آیت

نمبر۶) پس فرشتوں کے کاموں میں سے ایک کام یہ ہے اور بالخصوص نیک تحریکات کرنا بھی فرشتوں ہی کا کام ہے

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کیوں؟

خدمت اسلام کے یہ دس عظیم الشان کام حضرت مرزا صاحب نے سرانجام دئے ان کے علاوہ آپ نے اور بھی بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ سردست صرف انہی پر اکتفا کرتے ہوئے اب دو اہم سوالوں کا جواب پیش کیا جاتا ہے۔

وہ دو سوال یہ ہیں۔

اول اگر یہ سب امور صحیح اور درست ہیں تو پھر سب علماء ان کے مخالف کیوں ہیں اور کیوں انہیں کافر کہتے ہیں؟

دوم اگر یہ سب امور درست ہیں تو عالم اسلام میں سے کسی نے حضرت مرزا صاحب کی ان خدمات اسلامیہ کا اعتراف بھی کیا ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ایک کا جواب یہ ہے کہ سب علماء نے ہرگز مرزا صاحب کو کافر قرار نہیں دیا جیسا کہ اس کتابچہ کے آخر میں دئے گئے حوالوں سے ظاہر ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی حقیقی عالم نے حضرت مرزا صاحب کو ہرگز کافر قرار نہیں دیا۔ آپ کو کافر قرار دینے والے علماء صرف وہ سیاسی علماء ہیں جنہوں نے دین کو اپنی سیاسی لیڈری چمکانے کے لئے استعمال کیا ہے یا پھر وہ علماء ہیں جنہوں نے دین کو اپنی آمد کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حقیقی عالم کی پہچان کیا ہے کیونکہ جب تک حقیقی عالم کی پہچان کا پتہ نہ ہو ہم حقیقی اور سیاسی عالم میں فرق کیسے کر سکتے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم نے ایک حقیقی عالم کی تعریف یہ کی ہے کہ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا" (سورہ فاطر آیت نمبر۲۹) یعنی اللہ کے بندوں میں سے صرف

علماء ہی اس سی ڈرتے ہیں پس حقیقی علماء کے اندر خشیت اللہ پائی جاتی ہے لیکن اس پر پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خشیت اللہ کا ثبوت کیا ہے اور کیسے معلوم ہو کہ فلاں عالم کے دل میں خشیت اللہ موجود ہے اور فلاں کے دل میں خشیت اللہ موجود نہیں ہے تو جاننا چاہئے کہ وہ علماء جن کے دل خشیت اللہ سے عاری ہیں ان کی دو نہایت ہی واضح علامات ہیں۔ اول وہ جھوٹ بولتے ہیں دوم وہ اہل کلمہ و قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں کوئی متقی اور خدا ترس عالم کبھی ان دو گناہوں کا مرتکب نہیں ہو سکتا اور یہ معیار میں نے خود وضع نہیں کیا بلکہ ایک کا ثبوت تو قران مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ پس جس پر خدا لعنت کرے وہ عالم کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ دوسرا معیار کہ جو اہل کلمہ و قبلہ کی تکفیر کرے وہ عالم نہیں ہو سکتا یہ ہے کہ علامہ ابوالحسن طرابلسی حنفی اپنی کتاب معین الاحکام کے ص ۲۰۵ پر لکھتے ہیں

"حقیقی بنائے اسلام کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر سچے دل سے ایمان رکھنا ہے۔ یہی وہ کلمہ طیبہ ہے جس کے پڑھنے سے ایک غیر مسلم مسلمان ہو جاتا ہے حضرت امام بو حنیفہ اور آپ کے ہم خیالوں کے نزدیک جس امر کے اقرار سے ایک شخص مسلمان بن جاتا ہے صرفِ اس کے انکار سے ہی اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔"

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ "حضرت امام ابو حنیفہ نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام موجود ہو اس کو کافر نہ ٹھہرایا جائے"۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا ایک دفعہ اہل خوارج سے مباحثہ ہوا۔ "حضرت امام ابو حنیفہ نے قرآن کریم کے مختلف حوالوں سے خارجیوں پر اس حقیقت کو ظاہر کر دیا کہ کلمہ طیبہ کی گواہی دینے والا اول و آخر مسلمان ہے"

(بحوالہ رسالہ جاسوسی ڈائجسٹ شمارہ نمبر ۱۱ بابت ماہ نومبر ۱۹۸۴ء)

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ ایک عالم حقیقی ہرگز جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر قرار دیتا ہے اور جو ان دونوں باتوں کا مرتکب ہو وہ

یقیناً یا تو سیاسی عالم ہے یا اس نے دین کو محض اپنی آمد کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور یہ دونوں باتیں ان علماء میں پائی جاتی ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے مخالف ہیں۔

کوئی نادان اپنی نادانی سے یا کوئی اور شرارت سے یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ پھر مرزا صاحب نے بھی تو اپنے مخالفین کو (نعوذ باللہ) کافر کہا ہے۔

یہ سوال محض مغالطہ یا صریح دھوکہ دہی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے ہر گز پہلے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا ہے میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی یہ ثابت کرے کہ حضرت مرزا صاحب نے پہلے اپنے مخالفین کو کافر کہا ہو۔ آپ نے جو کہا ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ جو کسی مسلمان کا کافر کہتا ہے وہ کفر خود اسی پر لوٹ آتا ہے آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں اسلام کے کسی حکم کا انکار نہیں کرتا اس لئے مجھے کافر کہنے والے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کے مطابق خود کافر بنتے ہیں۔

اب قبل اس کے کہ میں ان سیاسی یا دنیادار علماء کے جھوٹ ثابت کروں میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ آخر حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کیوں ہوئی ہے۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ سلف صالحین اور علماء حق کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو ان کی مخالفت ضرور ہوگی۔ اس ضمن میں صرف دو حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سلطان العارفین حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:۔

"و اذا ظهر هذا الامام المهدی فليس له عدو مبين الا الفقهاء خاصه"

یعنی جب یہ امام مہدی ظاہر ہو گا تو علماء خاص طور پر اس کے دشمن ہوں گے۔

(فتوحات مکیہ جلد ۳ ص ۳۷۴ مطبوعہ مصر ۱۲۷۲ھ تصنیف الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی)

پس یہ مخالفت خلاف توقع ہر گز نہیں ہے اور اسی لئے یہ پیشگوئی کی گئی تھی

۲۔ ابوالخیر نواب مولوی نورالحسن خاں بھوپالوی ابن نواب مولوی صدیق الحسن خان (جن کو اہل حدیث اپنے نزدیک مجدد سمجھتے ہیں) اپنی کتاب "اقتراب الساعہ" کے ص ۲۲۴ پر فرماتے ہیں:۔

"یہی حال مہدی کا ہو گا کہ اگر وہ آگئے تو سارے مقلد بھائی ان کے جانی دشمن بن جائیں گے۔ ان کے قتل کی فکر میں ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص تو ہمارے دین کو بگاڑتا ہے"

پس علماء بالخصوص سیاسی اور دنیادار علماء کا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرنا ہرگز خلاف توقع نہیں ہے بلکہ یہ مخالفت تو حضرت مرزا صاحب کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ مخالفت صرف سچے کی ہوتی ہے جھوٹے کو تو مخالفت نصیب ہی نہیں ہوتی۔

ایک دلچسپ اعتراف حقیقت

اب ایک دلچسپ اعتراف حقیقت لکھنے کے بعد میں مولویوں کے اس گندے جھوٹ کا جواب دوں گا کہ سب مسلمان علماء (نعوذ باللہ) حضرت مرزا صاحب کو کافر تسلیم کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث بہت ہی مشہور ہے کہ " ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتی وسبعین مله وان امتی ستفترق علی ثلاث وسبعین مله کلهم فی النار الا واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه و اصحابی " (ترمذی - ابواب الایمان باب افتراق هذه الامه جلد نمبر ۲ ص ۸۹)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "یقیناً بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک کے باقی سب ناری ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ فرقہ کون سا ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فرقہ وہ ہو گا جو وہ کام کرے گا جو میں اور میرے صحابہ کر رہے ہیں۔

اس حدیث کے پیش نظر ہم احمدی سب کو کہتے رہے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں فرقہ ناجیہ کی علامت آنحضرت ﷺ نے خود یہ بتلائی ہے کہ وہ فرقہ تبلیغ اسلام کا کام کرے گا یہ کام منظم طور پر آج صرف اور صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے کہ یہ جماعت ایک موثر تنظیم کے ساتھ ساری دنیا میں دن رات تبلیغ

اسلام میں کوشاں ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں جنوبی افریقہ کے ایک مسلمان لیڈر کا اعتراف درج ہو چکا ہے۔ اور اس حقیقت کا کوئی معقول آدمی اب انکار کر ہی نہیں سکتا کہ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے ۵۰ غیر ملکی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کر دیا ہے اور دوسری ۵۰ زبانوں پر کام پورے زور شور سے جاری ہے۔ مغربی اور مشرقی افریقہ میں سارے اسلامی ہسپتال جو ۲ درجن سے زائد ہیں وہ بھی صرف جماعت احمدیہ ہی کے ہیں ایسے ہی سینکڑوں پرائمری اور درجنوں ثانوی سکول بھی مشرقی اور مغربی افریقہ میں صرف جماعت احمدیہ کے ہی ہیں۔

اس تمام منظم تبلیغ اسلام کے باوجود ملاں اور ان کے زیر اثر کم تعلیم یافتہ مسلمان جماعت احمدیہ کو فرقہ ناجیہ ماننے پر تیار نہ ہوتے تھے لیکن ۱۹۷۴ء میں خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف باقی سب بہتر ۷۲ مسلمان فرقے اکٹھے ہو گئے اور ان سب نے مل کر جماعت احمدیہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جس کے بعد اخبار " نوائے وقت " نے اپنے ۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں بڑے طمطراق سے ایک طویل مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا " قادیانی مسئلے کا حل اور چند دلچسپ حقائق " اس مضمون کے شروع میں ہی صاحب مضمون نے لکھا کہ :-

" قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی بہتر ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل (مراد فتوی کفر) پر متفق اور خوش ہیں۔ "

گویا انہوں نے خود تحریراً تسلیم کر لیا کہ ۷۲ وہ ہیں اور جماعت احمدیہ اکیلی تہترواں فرقہ ہے۔

کہتے ہیں کہ " جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے " حدیث نبوی یہ کہتی ہے کہ صرف ایک فرقہ یعنی ۷۳ واں ناجی ہو گا نہ کہ بہتر۔ جب ہم کہتے تھے کہ آنحضرتؐ کی بیان کردہ علامت کے مطابق فرقہ ناجیہ ہم یعنی جماعت احمدیہ ہے تو مانتے نہیں تھے لیکن خدا نے ان سب کو پکڑ کر ایک طرف کر دیا اور پھر انہی کے قلم سے ان سے تسلیم کروایا کہ وہ اکٹھے بہتر ایک طرف ہیں اور فرقہ ناجیہ یعنی جماعت احمدیہ

تمتر داں فرقہ ایک طرف ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مخالفین

قبل ازیں بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مخالف علماء جو سیاسی یا دنیادار ہیں وہ متعدد جھوٹ بولتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں۔ ان کے یہ جھوٹ بالکل نمایاں ہیں۔

۱۔ حضرت مرزا صاحب نے آنحضرتؐ کے بالمقابل دعوی نبوت کیا ہے (نعوذ باللہ)

۲۔ سب مسلمان ہر مدعی کو خواہ وہ غیر تشریعی ہو یا آنحضرت کو نبی بھی تسلیم کرتا ہو بالاتفاق (نعوذ باللہ) کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔

۳۔ سب علماء بالاتفاق مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دیتے ہیں۔

ان سیاسی یا دنیا دار علماء کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے بالمقابل دعوی نبوت کیا ہے اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ میں بلا خوف تردید کہ سکتا ہوں کہ اس سے بڑا کوئی جھوٹ تصور میں نہیں آسکتا اس لئے میں اس کا جواب خود حضرت مرزا صاحب ہی کے کلام۔ نثر اور نظم دونوں سے ذیل میں پیش کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں:۔

اردو کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ — مجھ کو کرائے میرے سلطان کامیاب و کامگار

فارسی کلام:۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است — خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش — در ہر مکان ندائے جمال محمدؐ است

ترجمہ: میری جان اور دل محمدؐ پر قربان ہیں اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچہ پر نثار ہے میں نے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بحالت ہوش اپنے کانوں سے سنا۔ ہر جگہ سے محمد ﷺ کے جمال کی آواز آرہی ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:۔

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم یک قطرہ زبحر کمال محمد است

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ترجمہ یہ چشمہ رواں جو میں نے مخلوق خدا کو دیا ہے۔ یہ محمد ﷺ کے کمال کا صرف ایک قطرہ ہے

خدا کے بعد میں محمد ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں

پھر آپ اپنے منظوم عربی کلام میں فرماتے ہیں:۔

واللہ ان محمدا کردافہ وبہ الوصول بسدۃ السلطان

ھو فخر کل مطھر ومقدس وبہ یباھی العسکر الروحانی

ترجمہ: بخدا بے شک محمد ﷺ خدا کے نائب کے طور پر ہیں اور سلطان حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے دہلیز پر صرف محمد ﷺ کے ذریعہ ہی پہنچا جا سکتا ہے ورنہ نہیں

محمد ﷺ ہر مطہر اور مقدس انسان کے لئے باعث فخر ہیں اور روحانی لشکر کا سارا سرمایہ افتخار صرف اور صرف محمد ﷺ ہی ہیں

پھر آپ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم کے صفحہ ۴۶۶ پر فرماتے ہیں

"صراط مستقیم صرف دین اسلام ہے۔ اور اب آسمان کے نیچے ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں۔ اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں"

اسی طرح آپ اپنی ایک اور کتاب " آئینہ کمالات اسلام " کے ص ۱۶۰ پر

تحریر کرتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائکہ میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سید و مولی سید الانبیاء و سید الاحیاء محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا........اور یہ شان اعلیٰ و ارفع اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید و مولیٰ، ہمارے ہادی نبی امی، صادق و مصدوق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی ہے۔"

معزز قارئین ذرا غور کریں کہ جس شخص کے دل میں آنحضرت ﷺ کی یہ عظمت و توقیر اور احترام و تعظیم ہو کیا وہ کبھی آنحضرت ﷺ کے بالمقابل دعوی نبوت کرنے کا خیال بھی دل میں لا سکتا ہے؟ بخدا یہ سب اس زمانہ کے ملاؤں اور مولویوں کا افتراء عظیم ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز کوئی دعوی نبوت محمدیہ کی بالمقابل نہیں کیا۔ آپ نے تو بمطابق حدیث صحیح مسلم صرف امتی نبی ہونے کا دعوی کیا ہے لیکن قارئین حیران ہوں گے کہ اس زمانہ کے ظالم علماء نے صحیح مسلم کی کتاب سے جو صحاح ستہ میں سے صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجہ پر ہے یہ پورے کا پورا باب ہی اب اس کتاب سے نکال دیا ہے محض اس لئے کہ اس سے حضرت مرزا صاحب کا امتی نبی ہونے کا دعوی صحیح ثابت ہوتا تھا۔

اس باب کا عنوان ہے "باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد ﷺ" اس باب کے ماتحت چھ حدیثیں آنحضرت ﷺ کی درج ہیں۔ ان ظالموں نے چھ حدیثوں پر مشتمل یہ پورا باب مسلم کی اس کتاب سے نکال دیا ہے جو شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار والوں نے شائع کی ہے اور جو ۱۹۵۶ء میں طبع کی گئی تھی۔

بہرحال اوپر درج کئے گئے حضرت مرزا صاحب کے اردو، فارسی اور عربی کے

اشعار اور نثر کے صرف دو اقتباس پڑھ کر ہر شریف النفس انسان باسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی کیا قدر و قیمت ہے ان تحریرات و اشعار کی روشنی میں چونکہ یہ ظالم علماء بکلی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اس لئے یہ علماء بار بار لوگوں کو تحریک کرتے رہتے ہیں کہ لوگو مرزا صاحب کی کتابیں تم ہرگز نہ پڑھنا ورنہ تم (نعوذ باللہ) گمراہ ہو جاؤ گے۔

اب حقیقت یہ ہے کہ جس کسی نے بھی بتقاضائے انصاف حضرت مرزا صاحب کی کتابیں اس لئے پڑھی ہیں تاکہ وہ حقیقت معلوم کر سکے وہ یا تو ضرور احمدی ہو جاتا ہے (اور یہی باوجود شدید مخالفت کے احمدیت کی مسلسل ترقی کا راز ہے) اور یا پھر وہ کم از کم ان علماء سے سخت متنفر ہو جاتا ہے۔

مسلمان کی جامع اور مانع تعریف

احمدیوں کے خلاف ۱۹۵۳ء میں جو پہلے فسادات دولتانہ صاحب نے خود کو اس ملک کا وزیر اعظم بنانے کے لئے کروائے اور علماء اس کا آلہ کار بنے۔ ان فسادات کے بعد ان فسادات کے اسباب معلوم کرنے کے لئے جو تحقیقاتی عدالت حکومت کی طرف سے جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کی سربراہی میں مقرر کی گئی اس عدالت میں معزز جج صاحبان نے ہر مسلمان عالم سے یہ سوال کیا کہ مسلمان کی کوئی جامع و مانع تعریف کریں تو ہر عالم نے دوسرے عالم سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدہ اپنی طرف سے تعریف کی جس پر لاہور کے گلی کوچوں میں شور پڑ گیا کہ دیکھو جی یہ علماء مسلمان کی کوئی متفقہ جامع و مانع تعریف نہیں کر سکے۔ اس پر علماء نے اپنی سبکی بہت محسوس کی اور سب نے مل کر عدالت کو درخواست دی کہ ہمیں متفقہ تعریف کے لئے وقت دیا جائے۔

جسٹس کیانی مرحوم بہت ہی مذاحیہ طبیعت کے مالک تھے۔ ان کی اس درخواست پر انہوں نے کہا۔ حضرات ۱۴۰۰ سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ جب سے

اسلام دنیا میں آیا ہے لیکن آپ ان ۱۴۰۰ سالوں میں لفظ مسلمان کی کوئی جامع ومانع تعریف نہیں کر سکے اب یہ عدالت آپ کو مزید وقت نہیں دے سکتی۔

سوال یہ ہے کہ کیا لفظ مسلمان کی واقعی کوئی جامع ومانع تعریف موجود نہیں ہے؟ ہرگز ایسا نہیں ہے مسلمان کی ایک جامع ومانع تعریف آنخضرت ﷺ خود کر چکے ہیں لیکن یہ علماء اس کو محض اس لئے نہیں مانتے کہ پھر ان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔

آنخضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیا جا چکا تھا کہ ایک دن علماء سوء نے اس امت میں جزئیات کو لے کر سخت فتنہ برپا کرنا ہے اس لئے آنخضرت ﷺ نے خود مسلم یا مسلمان کی وہ تعریف کر دی کہ جس سے ہر اہل کلمہ و اہل قبلہ مسلمان شمار ہو اور پھر ان دو بنیادی امور کے پیش نظر کوئی شرپسند عالم مذہب کے نام پر فتنہ برپا نہ کر سکے چنانچہ آنخضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

" من صل صلا تنا واستقبل قبلتنا فذالک المسلم الذی له ذمه الله ورسوله فلا تخفر والله فی ذمته"

یعنی ہر وہ شخص جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھا لے یہ وہ مسلمان ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول لیتے ہیں پس اے مسلمانو تم اللہ کی ذمہ داری کو مت توڑنا

اب دیکھیں آنخضرت ﷺ نے لفظ مسلم کی بنیادی دو باتوں کو سامنے رکھ کر کیسی جامع ومانع تعریف کر دی ہے لیکن اس کے باوجود ملاں لوگ عوام کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر انہیں گمراہ کرنے سے باز نہیں آتے اور اسے اپنی آمد کا ذریعہ بنائے چلے جاتے ہیں۔

امت محمدیہ میں امتی نبی کا امکان

آنحضرت ﷺ کو سچے دل سے خاتم النبین یقین کرنا ہر سچے مسلمان کا فرض ہے اور ہر احمدی بفضلہ تعالیٰ آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر سچے دل سے یقین رکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرتؐ کو خاتم النبیین کا خطاب عطا فرماتا ہے تو پھر اس سے انکار کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ملاں لوگ اس بارہ میں احمدیوں کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ تو یاد رکھنا چاہئے کہ ملاں لوگ محض اپنی روزی کی خاطر ختم نبوت کی جو تشریح کرتے ہیں وہ نہ تو حضور ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے اور نہ ہی حضور اسے قبول کرتے ہیں چنانچہ غور فرمائیں۔

آیت خاتم النبیین مسلمہ طور پر ۵ ھ میں نازل ہوئی ہے اور ۹ ھ میں حضور کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوتا ہے۔ اس کی وفات پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا "لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا" (ابن ماجہ) یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ حضور کی اس حدیث کے پیش نظر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کو یاد نہ رہا کہ حضور تو خاتم النبیین ہیں؟ پھر جب آنحضرت صلعم نے اپنے اس صاحبزادہ کو دفن کر لیا تو فرمایا "واللہ انہ لنبی ابن نبی" یعنی خدا کی قسم (میرا یہ بیٹا) نبی ہے اور نبی زادہ ہے (الفتاوی الحدیثیہ لابن حجر الھیثمی صفحہ ۱۲۵)

اب ذرا غور فرمائیں کہ یہ دونوں حدیثیں جن میں سے ایک صحاح ستہ کی ایک کتاب ابن ماجہ میں درج ہے ان کی موجودگی میں کیا کوئی شخص یہ دعوی کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو تو نعوذ باللہ خاتم النبیین کے معنی نہ آتے تھے لیکن صرف ان مولویوں کو یہ معنی سمجھ میں آئے ہیں۔ خوف خدا رکھنے والے احباب ذرا توجہ سے اس امر پر غور کریں کہ آنحضرت ﷺ ایک ایسے شخص کی نبوت کا قسم کھا کر اعلان کر رہے ہیں کہ جو نہ تو ابھی دعوی نبوت کی عمر کو پہنچا ہے اور نہ ہی اس نے اپنی زبان سے ابھی تک دعویٰ ہی کیا ہے کہ وہ نبی ہے۔

پھر یہ معنی ختم نبوت ہر اس شخص کے لئے سمجھنا بہت ہی آسان ہے جو قرآن

کریم کو تدبر سے پڑھتا ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے "حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا" (سورہ مومن آیت ۳۵) یعنی جب وہ (یعنی حضرت یوسف) فوت ہوئے تو تم نے کہا کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اب ذرا غور کریں کہ کیا حضرت یوسف بھی خاتم النبیین تھے جو لوگوں نے کہا کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا؟

پھر سورہ جن میں لکھا ہے کہ جب نصیبین کے علاقہ کے ایک یہودی وفد نے خفیہ طور پر آنحضرت ﷺ کے دربار میں جاکر قرآن کریم سنا اور پھر اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو قرآن کریم ان کے حوالے سے کہتا ہے کہ "وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا" (سورہ جن آیت ۸) یعنی یہ کہ وہ یہودی (جن مراد بڑے لوگ) بھی یقین رکھتے تھے جس طرح تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کسی کو نبی بناکر مبعوث نہیں کرے گا۔ ذرا غور فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے بھی کیا کوئی خاتم النبیین تھا؟

پس یہ معنی جو مولوی اور ملاں لوگ عوام پر ٹھونس کر اور انہیں احمدیوں کے خلاف بھڑکاکر اپنی روزی کا بندوبست کرتے ہیں سرے سے باطل ہیں اور ہمارے عوام اس لحاظ سے قابل رحم ہیں کہ وہ بار بار ان کے دھوکے میں آکر ملک میں فساد برپاکر کے پاکستان کو دنیا بھر کی نظروں میں ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

پھر سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا ہے کہ "تعلموا نصف دینکم من ھذہ الحمیراء" کہ اے مسلمانوں تم اپنا آدھا دین اس سرخ رنگ عورت سے سیکھو (یعنی میری اس بیوی عائشہ سے)۔ اسلامی علم دین کی اس پایہ کی خاتون فرماتی ہیں "قولو انہ خاتم الانبیاء و لاتقولو الا نبی بعدہ" (درمنثور جلد نمبر۵ ص ۲۰۴) یعنی اے مسلمانوں یہ تو بے شک کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ ہرگز نہ کہو کہ آپ کے بعد (مطلقاً) کوئی نبی نہیں ہے (حضرت عائشہؓ کا یہ قول تکملہ مجمع البحار ص ۸۵ پر بھی موجود ہے)

پھر رئیس الصوفیاء اور سلطان العارفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اپنی

کتاب "فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۳ پر لکھتے ہیں:- "ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا .... وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالہ والنبوۃ قد انقطعت ای لا نبی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی"

ترجمہ: وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت .... یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ ان الرسالہ والنبوۃ قد انقطعت کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی- یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہو گا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ آئندہ جب کبھی نبی ہو گا وہ میری شریعت کے تابع ہو گا-

پھر ملک ہند میں بانی مدرسہ دیو بند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس کے ص ۸-۴-۳ پر فرماتے ہیں:- "عوام کے خیال میں تو آنحضرت ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ .... بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

پھر یہی مولانا اپنی کتاب مناظرہ عجیبہ کے ص ۴۹ پر فرماتے ہیں:- "تاخر زمانی افضیلت کے لئے موضوع نہیں افضیلت کو مستلزم نہیں- افضیلت سے اس کو بالذات کچھ علاقہ نہیں"

مندرجہ بالا تین نہایت ہی وقیع اور پائے کے بزرگان امت کے علاوہ جن اور بلند مرتبہ علمائے امت اور صلحائے امت کے نزدیک امت محمدیہ میں امتی نبی آسکتا ہے- ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں- علامہ جلال الدین السیوطی، اہل تشیع کے چھٹے امام جعفر صادق، امام راغب اصفہانی، مولانا جلال الدین رومی، عارف ربانی سید عبد الکریم جیلانی، امام عبد الوہاب شعرانی، امام فقہ حضرت ملا علی قاری امام الہند شاہ

ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں ہر دیانتدار انسان کا فرض ہے کہ وہ ان ملاؤں اور مولویوں سے پوچھے کہ اگر احمدی امتی نبی کے آنے کا عقیدہ رکھ کر نعوذ باللہ کافر ہیں تو پھر مندرجہ بالا پورے ایک درجن علمائے امت اور صلحائے امت کے بارے میں ان مولویون اور ملانوں کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ ان بزرگوں کو بھی نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں اگر ایسا ہے تو پھر یہ تحریری طور پر ان کے کفر کا فتویٰ دے کر تو بتائیں اور اگر یہ ایسا نہ کر سکیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز کبھی بھی ایسا کرنے کی جرات نہیں کریں گے تو پھر یہ یقینی طور پر سمجھ لیا جائے کہ ان ملانوں اور مولویوں نے ختم نبوت کے مسئلہ کو عوام کی جہالت کی وجہ سے محض اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ احمدی حضرات آنحضرت ﷺ کو بالکل صحیح معنوں میں اسی طرح خاتم النبیین مانتے ہیں جس طرح کہ مندرجہ بالا ۱۲ صلحائے امت مانتے تھے۔

اب اس کے بعد خاکسار ان مولویوں کے اس سب سے بڑے جھوٹ کو ثابت کرتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام علمائے امت احمدیوں کو بالاتفاق کافر مانتے ہیں۔

یہ ملاں لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار بھی کرے اور پھر دعویٰ نبوت کرے تو بھی وہ کافر اور واجب القتل ہے اور اس کے لئے وہ مسیلمہ کذاب کے اس خط کا حوالہ دیتے ہیں جو اس نے آنحضرت ﷺ کو یوں لکھا من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ

اب یہ ایک صریح دھوکہ دہی ہے اول تو اس عبارت سے ہی صاف واضح ہوتا ہے کہ مسیلمہ اپنے آپ کو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے بالمقابل اور ہم پلہ رسول سمجھتا تھا جب کہ حضرت مرزا صاحب جیسا کہ گذشتہ صفحات میں درج کیا جا چکا ہے ہرگز ہرگز اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے بالمقابل رسول نہیں کہتے بلکہ اپنے آپ کو حضور کا امتی کہنے اور سمجھنے میں شرف محسوس کرتے ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اگر ایسا شخص واجب القتل تھا تو پھر آنحضرت ﷺ نے باوجود

سارے عرب کا بے تاج بادشاہ ہونے کے اسے خود کیوں اپنی زندگی میں قتل نہ کیا یا کروایا جب کہ وہ اپنے قبیلے میں اذان دلواتے وقت اشہدان محمد رسول اللہ کے بجائے اشہدان مسیلمہ رسول اللہ کہلواتا تھا پس بات بالکل واضح ہے کہ صرف دینی اختلاف کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اسے واجب القتل نہ سمجھتے تھے۔ قرآن کریم کی واضح تعلیم ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" لیکن جب اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو قرآنی حکم کہ "انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساد ان یقتلوا .... الخ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۴) کے ماتحت اس پر چڑھائی کر کے اسے قتل کروا دیا۔ پس یہ امر بھی ان دھوکوں میں سے ایک دھوکہ ہے جو یہ ملاں لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف اکسانے میں استعمال کرتے ہیں۔

علماء محققین اور مصنّفین کے اعترافات

اب خاکسار ذیل میں ان علمائے ہند اور مسلمان محققین و مصنفین کے حوالے درج کرتا ہے جو حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف یہ کہ پکا مسلمان سمجھتے تھے بلکہ ان کی خدمات اسلامیہ کے دل و جان سے معترف تھے۔

۱- مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد برصغیر پاک وہند کی ایک جانی پہچانی اور مشہور اور معروف شخصیت ہیں۔ مسلمانوں نے ان کے تبحر علمی کے باعث ان کی زندگی میں ہی انہیں "امام الہند" کا خطاب دے دیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کی وفات (۱۹۰۸ء) کے موقعہ پر آپ نے اپنے اخبار وکیل (امرتسر) میں جو اداریہ آپ کی وفات پر لکھا وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی

عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا........ دنیا سے اٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو۔ ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ اسلام کی اس شاندار مدافعت کو جو ان کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ہے ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف "ایک فتح نصیب جرنیل" کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جب کہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے........ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی .... اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے

اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا......... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنی والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے.......... آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظرانداز کی جاسکیں .... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کی مطالعہ میں صرف کردے۔ ☆

(اخبار وکیل ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

☆ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے اس شاندار شذرہ کے بارے میں بعض لوگ یہ غلط بیانی کرتے ہیں کہ اس کی تو تردید ہو چکی ہے لیکن یہ بات قطعی طور پر غلط ہے اول اس وجہ سے کہ ان دنوں اخبار وکیل کا مولانا کے علاوہ نہ کوئی اور مدیر تھا اور نہ ہی کوئی نائب مدیر اس لئے آپ کے سوا کوئی اور یہ اداریہ لکھ ہی نہ سکتا تھا دوسرے اس اداریہ کا اسلوب نگارش اور فخامت الفاظ مولانا کے سوا اور کسی کے ہو ہی نہیں سکتے۔ تیسرے مولانا ابوالکلام آزاد اس اداریہ کے بعد نصف صدی سے زاید عرصہ زندہ رہے لیکن آپ نے کبھی بھی خود اس کی تردید نہیں کی نہ اپنی زبان سے اور نہ ہی اپنی قلم سے۔

مولانا عبدالمجید سالک ہندو پاکستان کے نامور ادیب اور ایڈیٹر "انقلاب" تھے وہ اپنی کتاب "یاران کہن" کے ص ۴۲ پر لکھتے ہیں "مولانا ابوالکلام آزاد مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدر دان ضرور تھے یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے"

اس بارے میں مکرم اسماعیل صاحب پانی پتی کا خط مطبوعہ الفضل ۱۱ جون ۱۹۶۳ء بالکل فیصلہ کن ہے کہ یہ شذرہ یقیناً مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے خود لکھا تھا۔

۲- مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ

استفسار- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار کافر ہیں یا نہیں ؟ کیا مسلمان کو حق ہے کہ ان کو مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے سے روکے ؟ (سائل نور محمد - از ناتا نگر)

الجواب- " بلاشبہ اس جماعت کے بعض عقائد صحیح نہیں- ہم ان عقائد ومسائل میں انہیں حق پر نہیں سمجھتے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں کافر سمجھا جائے وہ یقیناً مسلمان ہیں اور امت مسلمہ میں داخل اور وہ تمام حقوق رکھتے ہیں جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کو شرعاً حاصل ہیں- جو شخص انہیں کافر کہتا ہے وہ نہایت سخت خطا کا مرتکب ہوتا ہے- اور اس غلو وتشدد میں مبتلا ہے جو مسلمانوں کے لئے تمام مصیبتوں اور بربادیوں کا باعث ہو چکا ہے- عام مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے مفسدوں کی باتوں پر کان نہ دھریں- اور تمام کلمہ گو جماعتوں کے ساتھ اتفاق اور رواداری کا سلوک کریں باقی رہا دوسرا سوال تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص ان کو مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے سے روکتا ہے وہ سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہے- ہر مسلمان کو خواہ وہ کسی فرقہ یا جماعت کا ہو پورا پورا حق حاصل ہے کہ مسجد میں جائے اور خدا کی عبادت کرے- کسی مسلمان کو حق نہیں کہ اس کو روکے- اگر روکے تو گناہ وظلم کا مرتکب ہوگا" ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه"

دستخط- ابوالکلام

بحوالہ اخبار " دعوت الاسلام " دہلی جلد نمبر۲- شمارہ نمبر-۱۴ مجریہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۴۱ھ

نوٹ- آج کل کا کوئی عالم یا ملاں بشمول مولانا مودودی، ڈاکٹر اسرار وغیرہ مولانا ابوالکلام آزاد کے ہرگز ہم پلہ نہیں ہے- مولانا ابوالکلام آزاد حضرت مرزا صاحب کے جنازہ کے ساتھ لاہور سے بٹالہ تک احتراماً بغرض مشایعت بھی گئے تھے

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ۔ "قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری"۔ دین کو روزی کا ذریعہ بنانے والا ملاں کیا جانے کہ حضرت مرزا صاحب کس عظمت کے حامل انسان تھے۔

۳۔ مرزا حیرت دہلوی۔ ایک بلند پایہ مسلمان محقق و ادیب

مرزا حیرت دہلوی نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر لکھا:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اسبات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں .... اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا" (مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

۴۔ مولانا ابوالکلام آزاد

۶۔ اپریل ۱۹۵۶ء۔ ایک صاحب نے جن کا نام ڈاکٹر انعام اللہ سالاری تھا بلوچستان سے مولانا آزاد کو ایک خط لکھا کہ "یہ مرزائی لوگ آپ کی طرف مختلف معاملات منسوب کرتے ہیں .... کبھی کہتے ہیں مولانا وفات مسیح کے قائل ہیں کبھی کہتے ہیں کہ مولانا نے مرزا صاحب کی تعریف کر دی ہے براہ کرم ایسی فیصلہ کن کتاب لکھ دیں کہ پھر بولنے کی جرات نہ ہو۔"

اس خط کے جواب میں مولانا آزاد لکھتے ہیں:۔ "وفات مسیح کا ذکر خود قرآن

مجید میں موجود ہے۔ مرزا صاحب کی تعریف یا برائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ۔

تو برا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا اے ذوق
وہ برا خود ہے جو تجھ کو برا جانتا ہے

(یکم ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ)

۵- حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالماجد دریا بادی

مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی لکھتے ہیں :- " غالباً ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ نماز چاشت کے وقت حکیم الامت تھانوی کی محفل خصوصی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ ذکر مرزائے قادیان کا تھا۔ ایک صاحب بڑے جوش سے بولے " حضرت ان لوگوں کا دین کوئی دین ہے .... نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو " حضرت نے معاً لہجہ بدل کر فرمایا " یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں۔ بات کو بات کی جگہ رکھنا چاہئے۔ جو شخص ایک جرم کا مجرم ہے یہ تو ضروری نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو "

(" سچی باتیں " مصنفہ عبدالماجد صاحب دریا بادی ص ۲۱۳ مرتبہ حکیم بلال احمد اکبر آبادی شائع کردہ نفیس اکادیمی کراچی نمبرا)

۶- "صادق الاخبار" ریواڑی

" مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل

اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے"

(بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۱۰ ص ۳۸۲)

۷- اخبار "زمیندار" لاہور

منشی سراج الدین (والد مولوی ظفر علی خاں) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے لکھا:-

" مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۲، ۲۳ سال کی ہوگی اور ہم چشمدید شہادت سے کہ سکتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا......... آپ بناوٹ اور افتراء سے بری تھے۔ مسیح موعود یا کرشن کا اوتار ہونے کے دعادی جو آپ نے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں جیسا کہ منصور کا دعویٰ انا الحق تھا............. گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعادی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی مگر ہم ان کو ایک "پکا مسلمان سمجھتے تھے"

(بحوالہ اخبار زمیندار اواخر مئی ۱۹۰۸ء)

8- علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ علیگڑھ

" مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۶ء تک شمشیر قلم عیسائیوں، آریوں اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا آپ نے ۱۸۸۰ء میں تصنیف کا کام شروع کیا۔ آپ کی پہلی کتاب اسلام کے ڈیفنس میں تھی جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا........ آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسی کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں جس میں سے بیس عربی زبان میں ہیں۔ "بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا"

(بحوالہ اخبار بدر ۲۰۔ اگست ۱۹۰۸ء)

۹- خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ایڈیٹر رسالہ "منادی" و متولی درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء

"مرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے .... آپ کی تصانیف .... کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے" (اخبار "منادی" ۲۷ فروری، ۴ مارچ ۱۹۳۰ء)

۱۰- پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم۔اے محقق و تاریخ دان

"حضرت مرزا غلام احمد نے مذہبی دنیا میں نہایت عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا......... ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب آئے جب کہ مسلمانوں کی مذہبی حالت نہایت بری ہو چکی تھی۔ ایسی حالت میں مرزا صاحب نے مسلمانوں کو ابھارا اور مذہب کی طرف لوٹنے کی ترغیب دی۔ اسی مقصد میں انہیں کس قدر کامیابی ہوئی اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں" (بحوالہ الفضل ۸ مارچ ۱۹۱۹ء ص ۳)

۱۱- چوہدری افضل حق صاحب مفکر احرار

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشرو اشاعت کے لئے بڑھا .... اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"

("فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" طبع دوم ص ۲۴)

۱۲- سید ممتاز علی صاحب امتیاز ایڈیٹر رسالہ "تہذیب النسوان" لاہور

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی

قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کرلیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہبا مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت و راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی"

(بحوالہ "شحیذ الاذہان" جلد۔۳ نمبر۱۰ص ۳۸۳)

۱۳- ہندوپاکستان کے مشہور صاحب قلم اور نامور ادیب علامہ نیاز فتح پوری

علامہ نیاز فتح پوری جن کو فوت ہوئے ابھی چند سال گزرے ہیں حضرت مرزا صاحب کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ا۔ اس میں شک نہیں کہ ان میں سے (یعنی مرزا غلام احمد صاحب کی بیان کردہ باتوں یں سے) بعض مجھے پسند نہیں آئیں اور میں اس تحریک کو بنظر استخفاف دیکھتا رہا لیکن جب میں نے دائرہ تقلید و روایات سے ہٹ کر غایت مذاہب کا مطالعہ شروع کیا اور ان ہی علماء اسلام کے اقوال، افعال و کردار کو سامنے رکھا جو اس تحریک (یعنی احمدیت) کے سخت دشمن تھے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر احمدی جماعت گمراہ ہے تو غیر احمدی جماعتیں اور ان کے اکثر علماء (خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ۔ مقلد ہوں یا غیر مقلد۔ اہل قرآن ہوں یا اہل حدیث) کہیں زیادہ گمراہ ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننے کے بعد وہ اسوہ نبوی کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا احمدی جماعت (باوجود انکار ختم نبوت کے) کرتی ہے" (رسالہ نگار ۱۹۵۹ء)

ب۔ پھر وہ اسی ماہ کے رسالہ میں لکھتے ہیں:۔

"میں یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے۔ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے اور یقیناً انہوں نے یہ دعوی ایسے زمانہ میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی"

ج- پھر وہ لکھتے ہیں۔ " وہ (یعنی مرزا صاحب) بڑے غیر معمولی عزم واستقلال کا صاحب فراست وبصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعوی تجدید و مہدویت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی۔

اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھادی جس کی زندگی کو یقیناً ہم اسوہ نبوی کا پرتو کہہ سکتے ہیں " (رسالہ نگار نومبر ۱۹۵۹ء)

د- وہ مزید لکھتے ہیں :- وہ صحیح معنی میں عاشق رسول تھے اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے۔ لوگ منزل تک پہنچے کے لئے راہیں ڈھونڈنے میں برسوں سرگردان رہتے ہیں اور ان میں سے صرف چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو منزل کو پالیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں انہیں میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھے " (رسالہ نگار بابت جولائی دسمبر ۱۹۶۰ء)

۱۴- مشہور اہل حدیث عالم مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری عمر بھر مرزا صاحب کی مخالفت کرتے رہے بلکہ اسی سلسلہ میں اپنی طرف سے ایک ثنائی پاکٹ بک بھی لکھی جس میں وہ اس کے ص ۵۶ پر " فرقہ مرزائیہ یا احمدیہ " کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں۔ " یہ فرقہ اسلامی فرقوں میں سب سے اخیری ہے مگر حرکت کی وجہ سے آج کل بہت مشہور ہے "

(ثنائی پاکٹ مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ رام گلی نمبر ۵ چوک دالگراں۔ لاہور)

" پھر انہوں نے اپنے اخبار " اہل حدیث " مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء میں فتوی دیا کہ مرزائی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی "

یہ حوالہ بھی بالبداہت ثابت کرتا ہے کہ آج کل کے ملاں یہ صریح جھوٹ بولتے ہیں کہ سب علماء احمدیوں کو (نعوذ باللہ) کافر مانتے ہیں۔ کیا کسی کافر کے پیچھے بھی نماز ادا ہو سکتی ہے؟

۱۵- ممتاز مسلم صحافی جناب مولانا حکیم برہم صاحب گورکھپوری

مولانا حکیم برہم صاحب گورکھپوری لکھتے ہیں:-

"ہندوستان میں صداقت اور اسلامی سپرٹ صرف اس لئے باقی ہے کہ یہاں روحانی پیشواؤں کے تصرفات باطنی اپنا کام برابر کر رہے ہیں.......... اور سچ پوچھو تو اس وقت یہ کام جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے حلقہ بگوش اسی طرح انجام دے رہے ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمان انجام دیا کرتے تھے"

(اخبار مشرق گورکھپور مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۴)

۱۶- شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال

علامہ موصوف نے اپنے ایک مقالہ میں جو رسالہ دی انڈین اینٹی کویری جلد ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جدید ہندی مسلمانوں میں "سب سے بڑا دینی مفکر" تسلیم کیا ہے۔

۱۷- مولانا عبدالماجد دریابادی ایڈیٹر "صدق جدید"

مولانا موصوف اپنے اخبار صدق جدید مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء میں لکھتے ہیں:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغۂ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے"

۱۸- اخبار "مشرق" گورکھپوری

اخبار "مشرق" گورکھپوری اپنی ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے "ورتمان" پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے "رنگیلا رسول" کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل خانے جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر کو انصاف و عدل کی طرف مائل کیا۔ آپ کا

پمفلٹ ضبط کر لیا گیا مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا اور لکھ دیا کہ اس پوسٹر کی ضبطی محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے اور اس کا تدارک نہایت ہی عادلانہ فیصلے سے کر دیا اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں ہے اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے "

۱۹۔ مولانا عبد المجید سالک مدیر اخبار "انقلاب"

مولانا عبدالمجید صاحب سالک **"احمدیوں کی قابل قدر اسلامی خدمات"** کے عنوان سے اپنے اخبار میں لکھتے ہیں:۔

" ہم اس فرقہ کی بعض قابل قدر خدمات اسلامی کا تہ دل سے اعتراف کرتے ہیں امام جماعت احمدیہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے مقدمہ راجپال کے فیصلہ کے متعلق نہ صرف ہندوستان میں ہی مسلمانوں کی ہم آہنگی اختیار کی بلکہ مسجد لندن کے امام مولوی عبدالرحیم درد کو اس قسم کی ہدایت بھی بھیجدیں کہ جہاں تک ہو سکے اس سلسلہ میں مسلمانوں کی شکایات کو پارلیمنٹ تک پہنچادو "

(اخبار "انقلاب" ۳۱۔ اگست ۱۹۲۷ء)

۲۰۔ مولانا تاج محمد صاحب بھٹی ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت کوئٹہ

مولانا موصوف نے ۲۱ دسمبر ۱۹۸۵ء کو مجسٹریٹ درجہ اول کوئٹہ کی عدالت میں یہ حیرت انگیز اعتراف کیا کہ:۔

" یہ درست ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا، اذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جو اب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں "

(مصدقہ نقل بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲ تاج محمد ولد فیروز الدین مجریہ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء)

کہتے ہیں " حقیقت۔خود کو منواتی ہے منوائی نہیں جاتی "۔ دیکھیں کس

وضاحت سے ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت بر سر عدالت تسلیم کرتے ہیں کہ احمدیوں کے اعمال آنحضرت ﷺ کے ابتدائی صحابہ کے سے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا ان سے سلوک مشرکوں والا ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مندرجہ بالا اعترافات اور بیانات مولویوں اور ملانوں کے اس دعویٰ کی تردید کے لئے کافی سے زیادہ ہیں کہ سب مسلمان اور بالخصوص سب علماء احمدیوں کو نعوذ باللہ کافر مانتے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالہ جات کی اکثریت بے شک جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی ہے لیکن یہ جماعت چونکہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت ہے اس لئے جماعت کی دادو تحسین دراصل حضرت مرزا صاحب ہی کی دادو تحسین ہے

اب ایک ایسی حقیقت قارئین کے سامنے پیش کی جاتی ہے جس کو پڑھ کر ہر محب اسلام شخص یہ فیصلہ خود کر سکتا ہے کہ اسے کس کا ساتھ دینا چاہئے احمدیوں کا یا ان ملانوں کا جنہوں نے احمدیت کی مخالفت کو اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے؟

مسئلہ ختم نبوت مولویوں کی روزی کا ذریعہ

اب سب سے پہلے اس بات کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کی آڑ لے کر ان مولویوں اور ملانوں نے صرف اپنی روزی کا بندوبست کر رکھا ہے ورنہ یہ مسئلہ ان معنوں کی رو سے جو یہ امت مسلمہ پر ٹھونسنا چاہتے ہیں ہرگز کوئی بنیادی اسلامی مسئلہ نہیں ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ ارکان اسلام صرف پانچ ہیں جیسا کہ حدیث نبوی میں درج ہے کہ " بنی الاسلام علی خمس۔ شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله واقام الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان والحج " یعنی پانچ ارکان اسلام یہ ہیں ۱۔ کلمہ طیبہ ۲۔ نماز ۳۔ زکوۃ ۴۔ رمضان کے روزے اور حج بیت اللہ

سب احمدی بفضلہ تعالیٰ ان سب ارکان اسلام پر صدق دل سے یقین رکھتے اور ان پر عمل پیرا ہیں۔ صرف حج ان ملانوں نے خود حکومت سے کہہ کر ہم پر بند کروایا ہے ورنہ اس سے پہلے ہماری جماعت کے سینکڑوں افراد حج پر جاتے تھے اور یہ محض اس لئے بند کروایا گیا کہ ملاں لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ احمدی حج پر نہیں جاتے جو عملاً بالکل واضح جھوٹ تھا اس لئے ملانوں نے اپنے اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے حکومت کو کہہ کر ہم پر حج بند کروایا اور وہ بھی صرف پاکستان کے احمدیوں پر بند ہے ورنہ باقی ساری دنیا سے احمدی بفضلہ تعالیٰ سینکڑوں کی تعداد میں اب بھی حج پر آتے ہیں۔ سیرالیون، غانا، نائیجریا اور مغربی افریقہ کے باقی کئی ممالک سے تو احمدی ہر سال بڑی باقاعدگی سے سینکڑوں کی تعداد میں حج کرنے آتے ہیں اور کوئی انہیں روک نہیں سکتا۔

مجھے مولانا محمد منور صاحب سابق انچارج احمدیہ مشن نائیجیریا نے بالمشافہ بتلایا کہ:-

ایک دفعہ نائیجیریا میں سعودی سفیر نے ہمارے ایک احمدی بھائی معلم جیبو کو جو ہر سال حکومت نائیجیریا کی طرف سے امیر الحجاج بنا کر بھجا جایا کرتا تھا ویزا دینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ احمدی تھا۔ حکومت نائیجیریا نے اس پر اسے بلا کر کہا کہ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دیکھیں کہ کون اس کام کے لئے موزوں ہے اس ملک میں جو شخص اپنے آپ کو جس مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے ہم اسے وہی سمجھیں گے۔ ہم یہاں اس قسم کے نامعقول جھگڑے نہیں اٹھنے دیں گے۔ اس لئے تمہیں ہمارے اس آدمی کو ویزا دینا ہو گا جس پر اس سعودی سفیر کو یہ کڑوی گولی نگلنی پڑی اور ہمارے اس احمدی بھائی کو ویزا دینا پڑا اس امر کی توثیق ہمارے کانو کے احمدیہ سیکنڈری سکول کے پرنسپل جناب رفیق احمد صاحب' ثاقب اور ہمارے نائیجیریا ہی کے ایک اور احمدیہ مشنری مکرم انعام الرحمان صاحب نے بھی کی ہے

اب آیئے ارکان ایمان کی طرف جو چھ ہیں یعنی امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والقدر خیرہ وشرہ والبعث بعد الموت یعنی ایمانیات صرف چھ ہیں۔

اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان، الٰہی کتب پر ایمان، اللہ کے رسولوں پر ایمان، قضاء وقدر پر ایمان اور قیامت پر ایمان

ذرا غور سے دیکھیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ مولویوں کے ٹھونسے جانے والے معنی ختم نبوت نہ ارکان اسلام میں درج ہیں اور نہ ہی ارکان ایمان میں ان کا کوئی وجود پایا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ اور اس کا پاک رسول یہ بھول گئے تھے کہ یہ تو بنیادی چیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری بات مولویوں نے صرف اپنی روزی کی خاطر اپنے پاس سے بنائی ہے اور چونکہ امتی نبی کا امکان اسلام میں ہے اس لئے مولویوں کے غلط اور من گھڑت معنی ختم نبوت کا ذکر نہ ارکان اسلام میں ہے اور نہ ہی ارکان ایمان میں۔

اب میں نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ مولویوں نے یہ من گھڑت عقیدہ صرف اپنی روزی کے لئے اسلام میں داخل کیا ہے اس کا ثبوت مجلس احرار کے سابق جنرل سیکرٹری سیفی کاشمیری کا یہ حلفی بیان ہے جو میں اخبار زمیندار سے نقل کر رہا ہوں۔ معلوم رہے کہ اخبار زمیندار وہ اخبار ہے کہ جس کی کبھی سارے پنجاب میں طوطی بولتا تھا۔

مجلس احرار کے سابق جنرل سیکرٹری سیفی کاشمیری کا حلفیہ بیان

"میں ان تمام مسلمانوں کی خدمت میں جن کے دل میں خدائے قہار وجبار اور اس کے برگزیدہ رسول سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کی ذات والا صفات کی محبت کا جذبہ ہے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر جو کچھ مجھ کو مجلس احرار کے سرکردہ لیڈروں کی صحبت احرار کے دفتر مرکزی میں ایک لمبے عرصے کی رہائش اور زعماء احرار کی مجالس کی کارروائی سننے کے بعد حاصل ہوا تھا خدائے وحدہ لاشریک

کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے قطعی اور یقینی طور پر کہتا ہوں کہ مجلس احرار کی مرزائیت یا قادیانیت کے خلاف تمام تر جدوجہد اور قادیانیت کے خلاف یہ سب پراپیگنڈہ محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے اور کونسل کی ممبری کے لئے ان سے ووٹ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ احرار کے لیڈر اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمان اپنے جذبہ ایمانی کے باعث اسلام کے نام پر مرمٹنے کے لئے تیار ہے۔ پس مسلمانوں میں اپنی ساکھ بٹھانے اور ان سے چندہ وصول کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کو بہانہ بنایا جائے .... میں نے خود احرار کے بڑے بڑے لیڈروں کو بارہا یہ کہتے سنا کہ حصول مقصد کے لئے قادیانیوں کے خلاف پراپیگنڈہ ایک ایسا ہتھیار ہمارے ہاتھ میں ہے جس سے ہم تمام مخالفتوں کو دور کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مالی یا انتخابی مشکل اس سے حل ہو سکتی ہے" (اخبار زمیندار لاہور ۲۸۔ اگست ۱۹۳۶ء)

کیا مجلس احرار کے سابق جنرل سیکرٹری کے اس حلفی بیان کے بعد کوئی صاحب بصیرت انسان اس میں شک کر سکتا ہے کہ مولویوں کے خود ساختہ معنی ختم نبوت پیسہ بٹورنے کے لئے صرف ایک سٹنٹ ہے ورنہ اس کا قطعاً کوئی تعلق ارکان اسلام یا ارکان ایمان سے ہرگز نہیں ہے اگر ہوتا تو خدا تعالیٰ اور اس کا مقدس رسول ان معنوں کو ارکان اسلام یا ارکان ایمان میں سے کسی ایک میں تو ضرور داخل کرتے۔

احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا

یاد رہے کہ کلمہ گو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک ایسی حماقت ہے کہ جس کا ارتکاب صرف اور صرف پاکستان نے ہی کیا ہے۔ سارے عالم اسلام میں کسی ایک اسلامی ملک نے بھی آج تک اپنی پارلیمنٹ میں رکھ کر اسے پاس نہیں کیا ہے۔ انڈونیشیا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے ۱۹۷۴ء میں پاکستانی ملانوں کی طرح وہاں کے

علانوں نے بھی اپنی حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدے لیکن حکومت نے ان کو ڈانٹ پلائی اور کہا کہ یہ بازیچہ اطفال ہے اور ہم اسے کبھی منظور نہیں کریں گے چنانچہ ابھی تک وہاں اس حماقت کا ارتکاب نہیں ہوا گذشتہ سہ ماہی میں پاکستان کے دو احراری ملاں اسی مقصد کے لئے بنگلہ دیش گئے اور وہاں حکومت کو مجبور کرنا چاہا کہ وہ احمدیوں کو (نعوذ باللہ) غیر مسلم قرار دے لیکن حکومت نے ان ملانوں کو وہاں جلسہ تک نہ کرنے دیا بلکہ ان دونوں کو ملک سے نکال دیا۔ وہاں کا دانشور طبقہ اور سارا پریس اس بات پر ڈٹ گیا کہ ہم مذہب کے نام پر اپنی قوم کو ہرگز تقسیم نہیں ہونے دیں گے ہر شخص اپنے مذہب میں آزاد ہے اور ہر ایک کے حقوق برابر ہیں پس یہ احمقانہ حرکت صرف اور صرف پاکستان نے کی ہے اور سارے عالم اسلام میں کوئی ایک بھی اس بارہ میں اس کا ہم نوا نہیں ہے۔

ایک عملی حقیقت

جب سے احمدیت معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے اس کی مخالفت ہوتی چلی آئی ہے لیکن احمدیت کی سب سے زیادہ اور شدید مخالفت ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار نے کی جس نے سارے ہندوستان میں تقریباً ہر شہر اور ہر گاؤں میں عام مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف اکسایا اور انہیں کہا کہ مسلمانو لاؤ ہمیں چندہ دو ہم قادیان کی (نعوذ باللہ) اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔

میں اندازہ لگایا کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان میں کم از کم دس کروڑ مسلمان بستے تھے اور اگر صرف ایک چونی بھی ایک مسلمان کا چندہ تصور کرلیا جائے تو ان احرایوں نے کم از کم اڑھائی کروڑ روپیہ سادہ لوح مسلمانوں سے احمدیت کی مخالفت کی آڑ میں اینٹھ لیا جب کہ عملاً چندہ شاید اس سے کئی گنا زیادہ ہو گا کیونکہ ایسے بے شمار مسلمان تھے جنہوں نے ترنگ میں آکر ہزار ہزار یا شاید بعض نے لاکھ تک بھی دے دیا ہو گا لیکن سردست صرف اڑھائی کروڑ ہی فرض کرلیا جائے تاکہ

مقابلہ کے بعد حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ کے امام نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں احباب سے کہا کہ دیکھو یہ لوگ ہمیں یہاں مٹانا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا ہرگز کبھی نہیں ہو گا لیکن آؤ ہم اس ابتلا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نئی قربانی پیش کر کے اس کے ایک نئے فضل کو حاصل کریں چنانچہ آپ نے "تحریک جدید" کی سکیم جماعت کے سامنے رکھی اور کہا کہ جماعت صرف ۲۸ ہزار روپیہ پیش کرے جس سے ہم اپنے مبلغین ایسے ممالک میں پہنچا دیں گے جہاں تک ان احراریوں کے ہاتھ بھی نہ پہنچ سکیں گے۔

اب احباب جماعت احمدیہ کا اخلاص دیکھیں کہ جماعت نے ۲۸ ہزار کی بجائے ۳۷ ہزار روپے نقد دے دئے اور ۹۰ ہزار کے قریب وعدے پیش کر دئے۔ یہ ساری رقم زیادہ سے زیادہ سوا لاکھ روپے بنتی ہے۔ آج اس تحریک پر ۶۰ سال پورے ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کی اس تحریک جدید کا سالانہ بجٹ ۴۰ کروڑ روپے سالانہ سے بڑھ چکا ہے اور ہر سال بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے لیکن اس اڑھائی کروڑ روپے کا جو احرایوں نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کی آڑ میں سادہ لوح مسلمانوں سے اینٹھا تھا آج اس کا نام ونشان نہیں ملتا کہ وہ سارا چندہ کدھر گیا ہے۔

جماعت احمدیہ نے اس تحریک جدید کے ذریعہ سے اس وقت تک ۵۳ عالمی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ مکمل کر کے اسے شائع کر دیا ہے جس کی کاپیاں بفضلہ تعالیٰ یہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ بچاس مزید عالمی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام پورے زور شور سے جاری ہے ۶۰ غیر ملکی زبانوں میں منتخب احادیث رسول ﷺ کا ترجمہ شائع کر کے جماعت نے ساری دنیا میں پھیلا دیا ہے اور مغربی اور مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے سینکڑوں پرائمری سکول، درجنوں اسلامی ہسپتال اور بیسیوں ثانوی سکول اسکے علاوہ ہیں۔

اس وقت دنیا میں جماعت احمدیہ کے ۷۰۰ سے زائد مبلغین اور معلمین دن رات خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔ دنیا کے ۱۴۰ ممالک میں یہ جماعت اب پھیل

چکی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب جماعت احمدیہ پر عملاً سورج غروب نہیں ہوتا کیونکہ جب بھی اور جہاں بھی یہ مادی سورج چمک رہا ہوتا ہے اس کے نیچے کئی ممالک میں جماعتہائے احمدیہ پائی جاتی ہیں۔

اس کے بالمقابل کسی شریف انسان کو ان احراریوں سے یہ پوچھنے کی جرات نہیں ہے کہ تم نے مسلمانوں کے اس اڑھائی کروڑ روپے سے کون سی خدمت اسلام کی ہے؟ اور اس وقت سے لے کر اب تک تو یہ رقم اربوں ہو چکی ہے کیونکہ یہ سٹنٹ مسلسل جاری ہے۔

ان بھلے مانسوں سے کوئی دردمند مسلمان یہ پوچھے کہ ان اربوں روپے سے انہوں نے اب تک کتنی غیر ملکی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے؟ غیر ممالک میں کتنے اسلامی ہسپتال کھولے ہیں؟ اور غیر ممالک میں ہی کتنے پرائمری اور ثانوی اسلامی سکول کھولے ہیں؟

شورش کاشمیری نے اپنی موت سے چند سال قبل پھر مسلمانوں کو احمدیت کی مخالفت کے آڑ میں لوٹنا شروع کیا اور اپنے ہفتہ وار اخبار "چٹان" میں بڑے زور شور سے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ مسلمانو! مجھے چندہ دو تاکہ میں مرزائیت کی سرکوبی کر سکوں۔ چنانچہ لاکھوں کی آمد شروع ہو گئی لیکن پھر کسی منچلے کو خیال آیا کہ اس سے اس رقم کے مصرف کا کچھ حساب تو پوچھا جائے چنانچہ اس شخص نے اسے ایک خط لکھ کر یہ مطالبہ کیا کہ جناب اس چندے کا کچھ حساب تو دیں۔ جس پر اس نے نہایت ڈھٹائی اور رعونت سے یہ اعلان کیا کہ جس نے حساب مانگنا ہے وہ مجھے چندہ نہ دے۔ بھلا وہ حساب کیسے دیتا جب کہ اس نے اس سارے چندہ کا ڈھونگ رچایا ہی صرف اور صرف اپنی شکم پروری کے لئے تھا چنانچہ چند سال قبل جب یہ مرا تو ایک اخباری خبر کے مطابق وہ اپنی اولاد کے لئے ۹۰ لاکھ کا بینک بیلنس چھوڑ کر مرا تھا۔

اب اگر ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی ختم نبوت کے نام پر لٹتے رہنا چاہیں تو یہ ان کی مرضی ہے وہ جس طرح چاہیں اپنے آپ کو لٹائیں ہم انہیں کس طرح

روک سکتے ہیں ؟ عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے کہ "لولا الحمقی لخربت الدنیا"۔ یعنی اگر دنیا میں سادہ لوح لوگ نہ ہوں تو یہ دنیا بے آباد ہو جائے۔ پس جب تک ہمارے یہ مسلمان بھائی اپنی سادہ لوحی پر قائم رہتے ہوئے "ختم نبوت کے جعلی اور خود تراشیدہ معنوں کو قبول کر کے ان لوٹنے والوں کو چندہ دیتے رہیں گے وہ یقیناً ہمیشہ لٹتے ہی رہیں گے لیکن کوئی حقیقی خادم اسلام ان کو ہرگز نہیں ملے گا۔ خدمت اسلام حقیقی معنوں میں اگر کوئی کر رہا ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ باقی سب ختم نبوت کی آڑ میں لوٹنے والے ہیں اور کچھ نہیں اس لئے حضرت مرزا صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ ۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ۔۔۔ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
میں وہ پانی ہوں جو اترا آسمان سے وقت پر ۔۔۔ میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

ایک مخلص احمدی کی آنحضرتؐ سے عقیدت

بفضل خدا جو مسلمان ہیں ۔۔۔ محمدؐ کی ہستی پہ قربان ہیں
جنہیں شرف۔ ہے خدمت دین کا ۔۔۔ محمدؐ کے لائے ہوئے دین کا
جو دل سے ہیں شیدائی اسلام کے ۔۔۔ نہیں جو مسلمان فقط نام کے
مسلماں ہیں جو اپنے کردار سے ۔۔۔ وہ کیوں لیں گے یہ نام سرکار سے ؟
نہ حسرت نہ خواہش ہمیں نوٹ کی ۔۔۔ نہ لینے نہ دینے کسی ووٹ کی
وزارت کی ہم کو ضرورت نہیں ۔۔۔ کوئی ورغلانے کی صورت نہیں
سفارت سے کوئی سروکار ہے ۔۔۔ نہ رشوت کوئی ہم کو درکار ہے
ہمیں عشق ہے اپنے دلدار سے ۔۔۔ ہے صوفی کا اعلاں بڑے پیار سے
اگر ہم کو قربان ہونا پڑے ۔۔۔ نہ خاک بھی ہم کو سونا پڑے
نہ چھوڑیں گے دین محمدؐ کبھی ۔۔۔ اسی پر فدا ہوں گے سب احمدی

قطعہ - ظہور مسیح موعودؑ

مسیح پاک ہیں دنیا میں آئے　　خدا نے ہیں خوشی کے دن دکھائے
بحکم سرور کونین ان پر　　زہے قسمت کہ ہم ایمان لائے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ پرنور سینہ وہ قلب مطہر　　مزمل، مدثر وہ روح معطر
وہ محسن وہ جود وسخا کا سمندر　　حسینان عالم سے ہے جو حسیں تر
وہی مہ وش و مہ لقا ہے ہمارا　　محمدؐ ہمارا - محمدؐ ہمارا

درس عبرت

پاکستان کو معرض وجود میں آئے ابھی نصف صدی بھی پوری نہیں ہوئی ہے کہ صرف پہلے چالیس سال کے اندر اندر ہی یہاں سے احمدیت کو مٹانے کے لئے تین زبردست حملے اس پر کیئے گئے لیکن جن لوگوں نے یہ ظالمانہ حملے کئے ان کو خدا تعالیٰ نے کس طرح اپنی گرفت میں لے کر انہیں عبرتناک سزائیں اسی دنیا میں دیں یہ احمدیت کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ احمدیت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے ورنہ اتنے زبردست حملوں کے بعد اس کا بچنا تقریباً محال اور ناممکنات میں سے تھا۔

احمدیت کے خلاف پہلا حملہ اس وقت ہوا جب کہ پنجاب کے ایک سابق وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ نے خود کو اس ملک کا وزیر اعظم بنانے کے لئے احمدیوں کو قربانی کا بکرا بنانا چاہا یہ ۱۹۵۳ء کی بات ہے اس نے یہ سارے فسادات عمداً خود کروائے ان کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے صرف نتیجہ قابل غور ہے کہ یہ فسادات اس کی ابدی سیاسی خودکشی کا باعث بن گئے جس کے بعد وہ بطور

سیاسی لیڈر آج تک اٹھ نہیں سکا جس کی گواہی اس ملک کی تاریخ مہیا کرتی ہے اور اس وقت سے لے کے آج تک اس کی حالت یہ ہے کہ۔

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

دوسرے فسادات جماعت احمدیہ کے خلاف پھر عمداً ہی کروائے گئے اور یہ ۱۹۷۴ء کی بات ہے۔ جناب بھٹو صاحب کی حکومت ڈانواں ڈول ہو چکی تھی اس لئے اس نے بھی دل میں سوچا کہ صرف مسئلہ ختم نبوت ہی ایک ایسا سیاسی سٹنٹ ہے جس پر عوام کالانعام کو بڑی آسانی سے بیوقوف بنایا جا سکتا ہے اور ملانوں کو بڑی آسانی سے خریدا جا سکتا ہے چنانچہ اس نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے مطابق ملتان سے طلبہ کا ایک وفد بذریعہ ریل ربوہ ریلوے سٹیشن پر بھجوایا جنہوں نے ریل گاڑی کے سٹیشن پر پہنچتے ہی اشتعال انگیز نعرہ بازی کی اور ساتھ ہی بعض خواتین کی بے حرمتی کی بھی کوشش کی جس پر وہاں موجود احمدیوں نے ان کا مقابلہ کیا جس کے بعد اس واقعہ کو بہانہ بنا کر بھٹو حکومت نے پورے تین مہینے مولویوں کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ جس طرح چاہیں سارے ملک میں لوگوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکائیں اور پھر خود ہی مدعی اور خود ہی منصف بن کر اپنی ایک خود ساختہ خصوصی کمیٹی سے احمدیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ لگوا دیا لیکن ظلم یہ کیا کہ وہ بحث جو اس نے اپنی خود ساختہ کمیٹی کے سامنے ملانوں اور امام جماعت احمدیہ کی کروائی اس کی اشاعت پر ۲۰ سال کے لئے پابندی لگوا دی جو تادم تحریر جاری ہے۔

احمدیوں نے جناب بھٹو کی موجودگی میں یہ اعلان کیا کہ ہم اپنا مقدمہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا وہ بھی احمدیوں کے برحق ہونے کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔

وہی مولوی اور ملاں جنہوں نے بھٹو صاحب کو یہ یقین دلایا تھا کہ اگر تم احمدیوں کو نعوذ باللہ کافر قرار دے دو تو ہم اپنی ڈاڑھیوں سے تمہارے جوتے صاف کریں گے اور تمہیں تاعمر اس ملک کا صدر تسلیم کر لیں گے لیکن پھر وہی مولوی اور ملاں بھٹو صاحب کے خلاف اس ملک کے بدترین آمر ضیاء الحق کے ساتھ مل گئے

اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک کہ اسے تختہ دار پر کھنچوا نہ لیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ بھٹو صاحب اس ملک کے پہلے صدر، پہلے وزیراعظم اور پہلے مارشل لاء سول ایڈمنسٹریٹر تھے جنہیں پھانسی دی گئی اور اس کے بیوی بچوں کو اس کا منہ تک نہ دیکھنے دیا گیا۔ بلکہ بعض کے نزدیک اس کا حاضر جنازہ بھی نہ پڑھا گیا۔

احمدیت کے خلاف تیسرا ظالمانہ حملہ اس ملک کے بدترین آمر ضیاء الحق نے محض اس لئے کیا کہ اس کے خیال میں بھی صرف یہی وہ جماعت ہے کہ جس کے خلاف عوام کے جذبات کو باسانی ابھار کر اور ملانوں کو بے وقوف بنا کر اپنی حکومت کو طول دیا جا سکتا تھا چنانچہ اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنا رسوائے زمانہ اور ملک وملت کے لئے منحوس آرڈیننس نمبر۔۲۰ جاری کیا جس کے متعلق یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ یہ آرڈیننس اس معاہدہ کے سراسر خلاف ہے جس پر بہ حیثیت ملک پاکستان کی حکومت نے دستخط کر رکھے ہیں کہ اس ملک میں حقوق انسانی کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی اس لئے جب اس ظالم آمر نے یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا اور احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو اقوام متحدہ کی ایک نمائندہ خاتون محترمہ کیرین پارکر اس کے پاس آئیں اور اسے اس خلاف ورزی کی طرف متوجہ کیا تو اس ظالم نے اسے جواب دیا "I do not care" یعنی مجھے پرواہ نہیں حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے " یایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود " کہ اے مومنو اپنے معاہدوں اور اقراروں کو پورا کرو لیکن اس ظالم آمر کو نہ حکم خداوندی کی کوئی پرواہ تھی اور نہ ہی اخلاقی اقدار اس کی نگاہ میں کسی قدر و قیمت کی مستحق تھیں۔

بہرحال ہمارے مقدس امام جماعت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اسے بالآخر دعوت مباہلہ دی اور عذاب الہٰی کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی لیکن ہم قربان ہیں اس مولیٰ کے کہ جس نے اس ظالم کو تین ماہ کی بھی مہلت نہ دی بلکہ (۱۰ جون ۱۹۸۸ء سے ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء تک) صرف ۶۸ دنوں میں اسے اسی دنیا میں آگ کا عذاب دے کر بتلا دیا کہ احمدیت خدائے برحق کی طرف سے ایک ایسی

صداقت ہے کہ جس کو چیلنج کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں۔ ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

حرف آخر

اس مدلل کتابچہ کا ماحصل صرف یہ ہے کہ:۔

احمدیت اپنی صداقت کے ناقابل تردید دلائل سے مسلح ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے اندر جو مباحثہ ہمارے اس وقت کے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور اس ملک کے مولویوں کے مابین کروایا گیا تھا اسے آج تک شائع نہیں کیا گیا ہے اس وقت کے قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی سے ملتان بار کونسل میں جب یہ سوال کیا گیا کہ حکومت اس مباحثہ کو شائع کیوں نہیں کرتی تو وہ یہ اعتراف کئے بغیر رہ نہ سکے کہ "اگر اس کو شائع کر دیا جائے تو آدھا پاکستان احمدی ہو جائے گا" اس بارہ میں جماعت کے پاس ملتان کے ایک احمدی وکیل کا ایک حلفی بیان موجود ہے کہ صاحبزادہ فاروق علی صاحب نے فی الواقعہ یہ جواب اس مجلس میں دیا تھا۔ یہ بیان عنقریب تاریخ احمدیت کی متعلقہ جلد میں شائع ہو رہا ہے

ب۔ ہر وہ شخص جس نے ہماری جماعت پر من حیث الجماعت ظلم کیا ہے خدا تعالیٰ نے اسے اسی دنیا میں پکڑا اور عبرتناک سزا دی (آخرت کا عذاب اپنی جگہ علیحدہ ہے)۔ مسٹر دولتانہ، مسٹر بھٹو اور آنجہانی ضیاء الحق تینوں کو جو سزا اسی دنیا میں ملی وہ سب کے سامنے ہے۔

ج۔ اس قدر مخالفت کے باوجود احمدیت کی شب و روز ترقی کسی کے بھی روکے سے تاحال نہیں رکی اور نہ انشاء اللہ العزیز کبھی رکے گی۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کے دل میں آنحضرت ﷺ کے فرمودات کی کوئی قدر و قیمت ہے اسے اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے سچے دل سے احمدیت کی صداقت کو قبول کر کے جلد

از جلد صحیح خدمت اسلام میں لگ جانا چاہئے کیونکہ ملاں نے نہ تو خود ایمان لانا ہے اور نہ کسی اور کو ایمان لانے دینا ہے اگر ان ملانوں میں کوئی ایمانی سعادت ہوتی تو آنحضرت ﷺ اپنی ایک مبارک حدیث میں ان کو شر من تحت ادیم السماء کا خطاب کیوں دیتے؟۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

میں یہ کتابچہ تقریباً مکمل کر چکا تھا کہ برادرم عزیزم مولانا عطاء الکریم صاحب۔ شاہد ابن استاذی المکرم مولانا ابوالعطاء صاحب مغفور نے مجھے درج ذیل مضمون کی طرف توجہ دلائی۔ اسے پڑھنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اس کو اس کتابچہ میں ضرور شامل کر دیا جائے کیونکہ اب فی الواقعہ بے شمار سنجیدہ مزاج مسلمان بھائیوں کو اس بات کا نہ صرف احساس ہو گیا ہے بلکہ یہ احساس دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ احمدیوں کے ساتھ پاکستان میں جو سلوک ہوا ہے وہ کسی لحاظ سے بھی قابل ستائش نہیں ہے۔ اس سے پاکستان کی عالمی برادری میں نہ صرف توہین و تذلیل ہوئی ہے بلکہ کسی ایک اسلامی ملک نے بھی آج تک اس قسم کی ظالمانہ حرکت نہیں کی ہے خدا کرے کہ ہماری پاکستانی قوم اب صحیح اسلامی طرز عمل کو اپنا کر جادہ اعتدال پر چل نکلے اور آنحضرت ﷺ کی اس مبارک حدیث پر عمل کرنے کی سعادت پائے کہ "بشروا ولا تنفروا" یعنی خوشخبری تو دو لیکن نفرت مت پھیلاؤ۔ (امین)

نقطہ نظر ________ مقبول الرحیم مفتی

احمدی مسلم کشمکش کا حل...... مخاصمت یا مکالمہ

فروری ۱۹۹۴ء کے پہلے ہفتے میں جماعت احمدیہ کے دو نوجوانوں کو قتل کر دیا گیا۔ قتل ہونے والے نوجوان بظاہر جماعت احمدیہ کے عام افراد نہ تھے اور انہیں

جس پر اسرار طریقے سے قتل کیا گیا اور اخبارات کے ذریعے جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کی روشنی میں ان کی ہلاکت کو کسی ذاتی یا خاندانی رنجش کا شاخسانہ باور کرنا بہت مشکل ہے ٹاؤن شپ کے علاقے میں قتل کیا جانے والا نوجوان ایک احمدی مبلغ کا بیٹا تھا اور ڈیفنس کے علاقہ میں قتل کیا جانے والا نوجوان نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کے مقامی سربراہ کا بیٹا تھا بلکہ قیام پاکستان کے بعد مسلسل آٹھ سال تک وزارت خارجہ کے منصب پر فائز رہنے والی احمدی شخصیت چودھری ظفراللہ خان کا نواسہ بھی تھا جماعت احمدیہ کے خلاف یہ متشددانہ کارروائی یک بیک سامنے نہیں آئی بلکہ ہمارے ملک کا ایک مخلص اور فعال مذہبی عنصر ایک عرصے سے سیاسی اور قانونی سطح پر جماعت احمدیہ کے خلاف منظم انداز میں سرگرم ہے۔

جماعت احمدیہ کے ان دو افراد کے قتل کے بعد ہمارے دینی اور سیاسی حلقوں کی جانب سے پریس میں نہ صرف یہ کہ کسی طرح کے بھی افسوس اور تعزیت کا اظہار دیکھنے میں نہیں آیا بلکہ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ کسی سیاسی یا مذہبی حلقے نے اس غیر قانونی اور معاندانہ روش کی مذمت بھی نہیں کی صرف جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری راجہ غالب احمد کا یہ بیان پریس کے ایک حصے میں شائع ہوا کہ حکومت پاکستان احمدیوں کو تحفظ فراہم کرے۔ احمدی مسلم اختلاف کی شدت کے باوجود اس طرز عمل کا اظہار ایک صحت مند اسلامی وجمہوری معاشرتی رویئے کا آئینہ دار نہیں۔

احمدیوں کے خلاف اس معاندانہ رویئے کے آغاز کے بعد شاید یہ کہنا ممکن ہو گیا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر احمدی مسلم قضیئے کا آئینی حل تلاش کیا گیا تھا وہ ایک پائیدار اور قابل عمل حل ثابت نہیں ہوا۔ مذہبی انتہاپسندی کی موجودہ روش کو پیش نظر رکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فیصلے کے منفی اثرات ونتائج اس کے مثبت پہلوؤں پر غالب آچکے ہیں۔ اس فیصلے کے منفی پہلوؤں کو غالب کرنے میں مجلس تحفظ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ دونوں کی پالیسیوں اور طرز عمل کا حصہ ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اگرچہ عوامی اور

سیاسی سطح پر تو کسی غیر معمولی منفی رویہ کا اظہار نہیں ہوا۔ البتہ دستوری اور قانونی سطح پر جماعت احمدیہ نے احتجاجی رویئے کا مظاہرہ کئے بغیر قومی اسمبلی کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس انکار کا عملی مظہر یہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے نہ صرف یہ کہ دستور کے تحت اسمبلی میں دی گئی نمائندگی سے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ قومی سیاست سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کرنے کے لئے ووٹر لسٹوں میں اپنے نام تک درج نہ کروانے کی راہ اپنا رکھی ہے۔

دوسری طرف مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے کام کرنے والے حضرات نے قومی اسمبلی کے دستوری فیصلے کو ناکافی سمجھتے ہوئے جنرل ضیاء الحق سے جداگانہ انتخاب کی آئینی ترمیم کروائی اور امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کروایا۔ اب وہ اس قانون پر عمل کروانے کے لئے ایک مہم کی صورت میں کام کر رہے ہیں جبکہ مذہبی حلقوں میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس راہ کی بجائے اگر دعوت و تبلیغ کی راہ اختیار کی جاتی تو دین کے لئے اور ملک و قوم کے لئے اس کے نتائج زیادہ بہتر ہوتے۔ یہ امکانات پہلے بھی موجود تھے اور اب بھی معدوم نہیں ہو گئے البتہ اگر زیادہ عرصے تک دعوت و تبلیغ کی راہ اپنانے کی بجائے معاندانہ روش کو ہی قائم رکھا گیا تو یہ امکانات ختم بھی ہو سکتے ہیں۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے جماعت احمدیہ کی مذہبی زندگی پر پابندیاں لگانے کا جو راستہ اختیار کیا گیا اس نے حالات کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ نوبت قتل و غارت اور تشدد تک آ گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کی مذہبی سرگرمیوں کا معاملہ اس اعتبار سے بہت نازک اور پیچیدہ ہے کہ عبادت سے متعلق تمام امور اور جملہ فقہی معاملات میں احمدیوں اور پاکستان میں بسنے والے اہل سنت کی عظیم اکثریت میں کوئی اہم اور قابل ذکر فرق نہیں۔ قانون کے زور سے جو مصنوعی فرق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اس نے حالات کو بگاڑنے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج احمدیوں کے لئے ہمارے مخلص مگر انتہا پسند مذہبی نوجوان بالکل ویسے ہی حالات پیدا کرنے کی کوششوں میں

مصروف ہیں جیسے حالات چھ سو برس قبل سقوط غرناطہ کے بعد مسلم اسپین میں عیسائی حکمرانوں اور پادریوں نے مسلمانوں کے لئے پیدا کر دئے تھے۔ اگر اس وقت عیسائیوں کا طرز عمل جسے سیاست اور حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی۔ آج تک مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہے تو آج احمدیوں کی بارے میں اس سے ملتا جلتا طرز عمل جسے بد قسمتی سے قانون کی پشت پناہی بھی حاصل ہو چکی ہے۔ کیونکر قابل قبول اور قابل ستائش قرار دیا جا سکتا ہے۔ در حقیقت آج اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ جو طرز عمل روا رکھا جارہا ہے۔ ہماری پوری تاریخ اس سے خالی ہے اور ہمارے دین میں بھی اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ دانش وروں اور بالغ نظر علمائے دین میں ایسے حضرات موجود ہیں جو اس طرز عمل کو دین اور ملت دونوں کے لئے نقصان دہ سمجھتے ہیں لیکن اہل مذہب کے انتہاپسندانہ دباؤ کے باعث وہ معتدل طرز فکر کے اظہار کی ہمت بھی نہیں پارہے۔

جماعت احمدیہ کے بارے میں یہ حقیقت بہرحال پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس جماعت کے افراد اور روایات، نسلی، مذہبی، علمی، معاشرتی اور معاشی اعتبارات، سے ہمارے ملی وجود سے اس طرح جڑی ہوئی ہیں کہ ان کو الگ کرنے کی کوشش میں ہم اپنا اور ان کا بہت کچھ بگاڑ تو سکتے ہیں لیکن نہ انہیں نیست و نابود کر سکتے ہیں اور نہ الگ کر سکتے ہیں۔

اسلام کے ساتھ صدر ضیاء الحق مرحوم کی ذہنی و قلبی وابستگی اور مذہبی راہنماؤں سے ان کے تعلقات اور عقیدت کے پہلو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ احمدیوں کے خلاف دستوری اور قانونی اعتبارات سے انہوں نے مذہبی حلقوں کی منشاء کے مطابق جو قانون سازی کی اس کے منفی نتائج اب کھل کر سامنے آرہے ہیں اس کے باوجود جب ایک بار مرحوم صدر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطالبات حد سے تجاوز کرتے دکھائی دیئے تو ان جیسے متحمل مزاج حکمران کو بھی جھنجلا کر یہ کہنا پڑا کہ "

آپ لوگ کیا چاہتے ہیں کیا اب میں قادیانیوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دوں، آخر وہ اس ملک کے شہری بھی تو ہیں"۔ مولانا خان محمد ربانی جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی قیادت کر رہے تھے نے صدر سے ملاقات کے بعد اپنے احباب کو صدر ضیاء کا یہ جملہ سنایا۔

جماعت احمدیہ نے زندگی کے مختلف شعبوں میں اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک افراد جتنی تعداد میں پیدا کئے اور جس تندہی سے انہوں نے ملک کی خدمت کی اسے محض یہ کہہ کر نظرانداز کر دینا ممکن نہیں کہ یہ سب کچھ اسلام دشمن طاقتوں کی سرپرستی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ تصویر کا ایک رخ دیکھنے کے عادی مذہبی حلقے بالعموم کہتے ہیں جماعت احمدیہ کے اندر اہل باصلاحیت اور محنتی افراد کے پیدا ہونے کا ایک سبب بلکہ اہم ترین سبب یہ ہے کہ انہوں نے پچھلی ایک صدی کے دوران ہر سطح پر ہر قسم کے جھگڑوں اور اختلافات سے کنارہ کشی کا راستہ اختیار کر کے اپنی جماعت اور جماعت کے افراد کی صلاح وفلاح کے لئے منصوبہ بندی کے ساتھ کوشش و محنت کی ہے۔

جماعت احمدیہ کے حضرات کا کہنا ہے کہ مذہبی سطح پر علیحدگی اور اختلاف کے باوجود ہم اس ملک کے محب وطن شہری ہیں ہمیں بھی دیگر شہریوں کی طرح آزادی کے ساتھ اس ملک میں رہنے کا حق حاصل ہے وہ نہ ہی صرف تحفظ ختم نبوت کے علم بردار نبی آخرالزمان رحمت للعالمین حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے برعکس ان سے ہر حق اور ہر آزادی چھیننے پر تلے ہوئے ہیں اور اس مقصد کے لئے شاید ان کے نزدیک جائز اور ناجائز اور قانونی اور غیر قانونی ذرائع میں تفریق کی بھی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ حالانکہ یہ روش ہمارے معاشرتی امن کو برباد کرنے اور اسلام اور امت مسلمہ کی بین الاقوامی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے علاوہ کسی خیر کی حامل معلوم نہیں ہوتی۔

اس طرز عمل کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو یہ نقصان تو بہرحال نظر آرہا ہے کہ اگر اس یکطرفہ جنگ کو ایک دوسرے کی جان ومال کی بربادی کی سطح تک اسی طرح

بڑھنے دیا گیا جس طرح کہ اب تک بڑھنے دیا گیا ہے اس بات کا قوی امکان ہے کہ " شیعہ سنی جنگ " کی طرح " احمدی مسلم جنگ " بھی دو طرفہ ہو جائے انی کے بعد اس بدیہی نتیجے کو ظہور پذیر ہونے سے روکنا کسی کے بس میں نہیں ہو گا ہمارے معاشرے میں مذہب اور اہل مذہب صرف ایک تخریب پسند منفی قوت سمجھا جانے لگے۔ دوسرے یہ کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت یا اس کے افراد جو اب تک حب الوطنی اور قومی خدمت کے جذبے پر قائم رہنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بظاہر ان کی طرف سے اس دعوے کے خلاف کوئی عمل بھی سامنے نہیں آیا رد عمل کا شکار ہو کر اپنے اس دعوے پر قائم نہ رہ سکیں یا اس کے تقاضوں کو کماحقہ' پورا نہ کر سکیں۔

آج قوم کو مذہبی جنون' انتہاپسندی اور انارکی کے متوقع نتائج سے بچانے کے لئے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہمارے معتدل اور بالغ نظر مذہبی راہنما اور دانشور خود اپنی صفوں میں اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کی قیادت کے ساتھ ایک مکالمہ کا آغاز کریں اس باہمی لڑائی کے سیاسی' معاشی' عمرانی اور بین الاقوامی اثرات و نتائج کا جائزہ لیں اس مکالے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے لازم ہے کہ تمام احباب سیاست بازی اور مناظرانہ رنگ آمیزی کی بجائے اصلاح و دعوت اور افہام و تفہیم کی راہ شعوری طور پر اختیار کریں یہ معاملہ اتنا ہمہ گیر اور ہمہ پہلو ہے کہ اس کو حل کرنے کے لئے ایک طویل اور مخلصانہ تبادلہ خیال کی ضرورت ہے اس لئے ایک دو ملاقاتوں کے بعد کسی دروازے کو بند نہ سمجھا جائے اگر مفاہمت اور مکالے کی بجائے مخاصمت کی راہ پر چلنے والوں کو کھلی چھٹی دی گئی تو ایک طرف جہاں ہم فوری طور پر بدامنی اور قتل و غارت جیسے مسائل سے دوچار ہو سکتے ہیں وہاں ہمارے معاشرے میں مستقل طور پر باصلاحیت اور محب وطن افراد کی ایک جماعت میں قومی مفادات سے دشمنی اور غداری کا رویہ بھی جنم لے سکتا ہے۔ (منقول از روزنامہ " مشرق " لاہور۔ جمعرات ۲۴ فروری ۱۹۹۴ء)

اسی تسلسل میں ہفتہ وار " زندگی " نے جو جماعت اسلامی کا ایک ترجمان ہے علامہ جاوید الغامدی کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لئے من

وعن درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ہمارے غلط طریق کار سے ہمارے شہری بیرون ملک پھیل گئے

اور اب سٹلائیٹ کے ذریعہ پوری دنیا تک اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ توہین و تکفیر کے تسلسل اور بربریت کے الناک مظاہروں سے پیدا شدہ صورتحال کی اصلاح کے لئے کتاب و سنت سے کیا رہنمائی ملتی ہے۔ ممتاز عالم دین جناب علامہ جاوید الغامدی سرپرست ماہنامہ "اشراق" سے گفتگو۔

سوال۔ اسلام میں مرتد کی سزا کیا ہے؟ جرم کا تعین کیوں کر ہو گا؟ یہ سزا کب رائج رہی ہے؟ سزا کا حکم صادر کرنے اور نفاذ کا اختیار کسے حاصل ہو گا؟

جواب۔ میرے نزدیک ارتداد کی سزا صرف بنی اسمٰعیل کے لئے تھی۔ اسلام میں اس کے بعد یہ سزا ختم ہو چکی ہے۔ اسلام کا اصول یہ ہے کہ جس کا جی چاہے "کفر" اختیار کرے۔ ہمارا کام دعوت دینا ہے۔ "حجت" پوری کرنا ہے

سوال۔ کیا حکومت غیر مسلموں کو تبلیغ کی اجازت دے سکتی ہے؟

جواب۔ دے سکتی ہے مگر وہ دعوت اسلام کے راستے میں رکاوٹ کا موجب نہ بنے۔ دیہات میں جاہل لوگوں کو کشش اور ترغیب کے ذریعہ گمراہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ان لوگوں کو "اعلیٰ فورم" پر بات کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ وہ علماء کرام سے بات کریں "دعوت چینیلائز" ہونی چاہئے۔

سوال۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے کیا وہ درست ہے؟ "کیا غیر مسلم اقلیت" قرار دینے والی اسمبلی آئین میں

اس ترمیم کی مجاز قرار دی جا سکتی ہے ؟

جواب- دعوت کا طریق کار اپنانا چاہئے تھا اس طرح قادیانیت آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی- علماء اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے تو قادیانیت اس طرح تحلیل ہو جاتی جس طرح بہائی اور اسماعیلی ختم ہو گئے ہیں- ہمارے ہاں قادیانیوں کو مضبوط کیا گیا ہے- تاہم اب جو قانون بن چکا ہے اس کی پیروی کرنی چاہئے- ورنہ ریاست کا نظم باقی نہیں رہ سکے گا- اگر ہم صحیح دین واضح کر دیں تو غلط نظریات اپنی موت آپ مر جائیں گے- "کسی کو گولی مار دینا دعوت نہیں ہے"-

سوال- آئین میں ترمیم کے بعد آرڈیننس جاری کئے گئے اور شعائر اسلامی کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی کل کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ (یعنی احمدی- ناقل) اپنے نام بھی تبدیل کر لیں ؟

جواب- یہ غلط طریق کار کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے "انڈے بچے" ہیں- اگر سلیقے سے کام کیا جاتا تو نوبت یہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی- وہ ہمارے ملک کے شہری تھے- مگر اس اقدام سے بیرون ملک پھیل گئے- لندن میں مرکز قائم کر لیا "سٹیلائٹ" کے ذریعہ پوری دنیا تک اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں- انہیں گھر سے باہر منتقل کر دیا گیا تو یہ نتائج بر آمد ہوئے مصلحت کا تقاضا انہیں اپنے سے دور کرنا ہرگز نہیں تھا- میری بات کا یہ مطلب نہ سمجھ لیا جائے کہ "قادیانیت" کفر نہیں ہے- قادیانیت کے کفر ہونے میں مجھے ذرہ بھر اندیشہ نہیں- اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس فتنہ سے نمٹنے کا غلط طریق کار اپنایا گیا- مناسب طریقہ اپنایا جاتا تو نتائج یقیناً "بہتر ہوتے"

(انٹرویو قربان انجم ہفتہ وار "زندگی" مدیر مسئول مجیب الرحمن شامی ۱۳/۷ مئی ۱۹۹۴ء ص ۴۰)

مندرجہ بالا انٹرویو اس حقیقت کا غماز ہے کہ ہماری قوم نے ہماری جماعت کے ساتھ بوجہ سیاسی علماء کے جو سلوک کیا وہ قطعاً ناواجب تھا-

یہ جو علامہ موصوف نے کہا ہے کہ "قادیانیت کے کفر میں مجھے ذرہ بھر اندیشہ نہیں" تو جماعت احمدیہ نہ تو ارکان اسلام میں سے کسی ایک کا انکار کرتی ہے اور نہ ہی ارکان ایمان میں سی کسی ایک کا۔ لے دے کے صرف ختم نبوت کے معنی میں اختلاف ہے اور اس میں بھی جماعت احمدیہ ختم نبوت کے وہی معنی کرتی ہے جو خود آنحضرت ﷺ نے تسلیم کئے ہیں اور متعدد صلحاء اور اولیائے امت بھی اس کے قائل ہیں پھر کفر کس بات کا اور کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ مولانا موصوف کو خود یہ خدشہ لاحق ہے کہ اگر انہوں نے کھل کر احمدیوں کی تائید کی تو کہیں اس زمانہ کے علماء خود ان پر بھی کفر کا فتویٰ نہ لگا دیں؟

جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز ترقی

اس مفید کتاب کے پہلے دونوں ایڈیشنوں میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آمد حسب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مسیح موعود و مہدی موعود کافی تفصیل سے بیان کی گئی ہے لیکن آپ کی سچائی اور صداقت کے عملی ثبوت جس قدر اب مہیا ہو چکے ہیں وہ اس کتاب کی پہلی اشاعت کے وقت اس شان و شوکت کے ساتھ موجود نہ تھے جس طرح کہ وہ اب ظاہر و باہر ہیں۔ اس وجہ سے اس تتمہ کی ضرورت محسوس ہوئی جو ان صفحات میں درج ہے اور جس میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے روز روشن کی طرح واضح کئی نشانات درج کئے جا رہے ہیں۔

ان نشانات کو دیکھ کر صرف گذشتہ چند سالوں میں ہی لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں سعید فطرت انسان انشراحِ صدر کے ساتھ دُنیا کے پانچوں براعظموں میں سے حلقہ بگوشِ احمدیت ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب مستقل طور پر جاری ہو چکا ہے مذاہب عالم کی ساری تاریخ میں اسلام کو اس قدر حیرت انگیز ترقی یا تو اس مقدس مذہب کے پہلے دور یعنی بعثتِ اُولیٰ میں ہوئی ہے اور یا اب اس دور یعنی اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے دور میں ہو رہی ہے اس قسم کی برق رفتار ترقی اسلام کے علاوہ دُنیا کے کسی مذہب کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ اس بات کا سب فخر و افتخار بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے جن کی پیشگوئی کے مطابق یہ ترقی مسیحِ موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں ہونی مقدر تھی۔

شیعہ اور سنی دونوں حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ دلائل

وبراہین کی رو سے باقی سب ادیان پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود و مہدی معہود کے وقت میں مقدّر تھا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں یہ بات ہر دو حضرات بیان کرتے ہیں جو یہ ہے **هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ:**

ترجمہ:- وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس دینِ حق کو باقی سب ادیان پر غالب کر دے۔

یہ آیت کریمہ قرآن کریم کی ان سورتوں میں تین دفعہ دہرائی گئی ہے۔

ا۔ سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۳۔ ۲ سورۃ الصَّف آیت نمبر ۱۰۔ ۳ سورۃ فتح آیت نمبر ۲۹۔

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسلام کا باقی سب ادیان عالم پر یہ غلبہ بفضلہٖ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اب روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اصحاب بصیرت اس غلبہ اسلام کو دیکھ کر بڑے ذوق وشوق سے جوق در جوق احمدیت کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں لیکن جن کو یہ چشم بصیرت عطا نہیں ہوئی ان کے لئے تو ہم صرف یہ دُعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے تا وہ بھی جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر اسلام کے اس غلبہ میں حصہ دار بن سکیں آمین۔

ترقی کی تفصیل

1۔ یہ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے جب آج سے چند سال قبل یہ کتاب پہلی دفعہ منصۂ شہود پر آئی تھی اس وقت سے لے کر اب تک

جماعت احمدیہ اکناف عالم میں اس حیرت انگیز کثرت سے پھیل چکی ہے کہ انسانی عقل اس پر دنگ رہ جاتی ہے۔ جماعت نہ صرف افرادی قوت کے لحاظ سے بلکہ دینِ حق کے لیے مالی قربانی کرنے کے اعتبار سے بھی دُنیا بھر کے سب مسلمان فرقوں کو بہت ہی پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ جماعت کا سالانہ بجٹ بفضلہٖ تعالیٰ اب کروڑوں سے نکل کر اربوں تک جا پہنچا ہے اور روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دین حق کے لئے مالی قربانی کا یہ جذبہ نتیجہ ہے اُس ایمان کا جو اس جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق نصیب ہوا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی تھی کہ (لَو کَانَ الایمانُ مُعَلَّقاً بالثُریَّا لَنا لَه، رَجُل مِن ابناءِ فَارِس) یعنی اگر ایمان اُڑ کر ثریا ستارہ پر بھی چلا جائے گا تو ایک فارسی الاصل شخص اُس کو دوبارہ زمین پر لے آئے گا۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ)

2۔ اس وقت تک جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ دُنیا کے 170 ممالک میں قائم ہو چکی ہے اور یہ تعداد مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ الہام پوری شان و شوکت سے پورا ہو رہا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کیا اب بھی کوئی انصاف پسند شخص بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت میں شک کر سکتا ہے؟ ایک جھوٹا شخص اپنے جھوٹ سے مٹی کا ایک کچا گھروندا بھی نہیں بنا سکتا تو جس شخص کی جماعت اب تک سینکڑوں بیوت الذکر دُنیا کے مختلف ممالک میں بنا چکی ہے کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟ بخدا ہرگز نہیں اس لئے بانی سلسلہ عالیہ کا یہ شعر ایک نہایت ہی

واضح حقیقت کی عکاسی کرتا ہے ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

3۔ صرف جماعت احمدیہ ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس وقت تک یہ جماعت بفضلہٖ تعالیٰ دنیا کی 52 غیر ملکی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے اکناف عالم میں پھیلا چکی ہے جبکہ target یعنی ہدف پوری ایک سو زبانیں ہیں جن میں سے بعض کے تراجم مکمل ہو کر اب ان پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ جو تراجم شائع ہو چکے انمیں سے کئی زبانوں کے تیسرے اور بعض کے چوتھے ایڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں پس آنحضرت ﷺ کے اس فرمانِ پاک کو کہ خَیرُکُم مَن تعَلَّمَ القُرآنَ وَ عَلَّمَہٗ (یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن کریم کو سیکھے اور پھر دوسروں کو سکھائے) صرف جماعت احمدیہ ہی آج پورا کر رہی ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

4۔ تمام عالم اسلام میں جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جس کے پاس اس کا اپنا عالمگیر ٹیلی ویژن ہے جو ہر روز پورے چوبیس گھنٹے دن رات کم از کم سات زبانوں میں مصروفِ عمل ہے اور جس کے سارے کارکن رضا کار ہیں اور اس کا کوئی فرد کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔

اس ٹیلی ویژن کی سب سے بڑی قابلِ رشک خوبی یہ ہے کہ اس پر کسی قسم کے کوئی لغو اور فضول گانے نشر نہیں ہوتے۔ اس کے سارے پروگرام دینی تربیت اور دینِ حق کی اشاعت کے لئے وقف ہیں اس پر

بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کے لئے نہایت دلکش پروگرام پیش کئے جاتے ہیں حضرت امام جماعت احمدیہ کی مجالس سوال و جواب کو دکھایا اور سنایا جاتا ہے۔

پھر عیسائی مستشرقین کے اسلام پر کئے گئے تمام اعتراضات کا انتہائی مدلّل اور دندان شکن جواب دیا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہر جمعہ کے روز حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا خطبہ Live نشر کیا جاتا ہے جسے بعدازاں اگلے ہفتہ میں متعدد بار دوبارہ پیش کیا جاتا ہے

اس خطبہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ اردو زبان کے علاوہ جسمیں یہ خطبہ دیا جارہا ہوتا ہے اسی وقت ساتھ کے ساتھ سات اور زبانوں میں رواں ترجمہ کے سات نشر ہو رہا ہوتا ہے یعنی انگریزی، فرانسیسی، ترکی، عربی، جرمن، ولندیزی اور بنگالی زبانوں میں۔ یہ ٹیلی ویژن جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک ایسا عظیم نشان ہے جس کا انکار ناممکن ہے ایک وقت تھا کہ جماعت پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی پھر ایک ایسا ظالم آمر اس ملک پر مسلّط ہو گیا۔ جس نے جماعت احمدیہ پر انتہائی ظالمانہ پابندیاں عائد کر دیں ہماری اذانیں اس نے بند کر دیں اور جماعت کا سالانہ جلسہ جو اُنیسویں صدی کے آخری عشرہ سے تقریباً 90 سال سے زائد عرصہ سے مسلسل ہوتا چلا آ رہا تھا حکماً بند کر دیا گیا۔

اس حکم امتناعی سے قبل آخری سال میں اس جلسہ سالانہ پر آنیوالے حاضرین کی تعداد زیادہ سے زیادہ اڑھائی لاکھ اور زیادہ سے

زیادہ دو اور زبانوں میں تقاریر کارواں ترجمہ کے ساتھ کے ساتھ نشر ہوا کرتا تھا یعنی انگریزی اور انڈونیشین لیکن اب یہ کم از کم سات اور زبانوں میں ساتھ کے ساتھ نشر ہوتا ہے جیسا کہ خطبہ جمعہ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے اور سامعین کی تعداد لاکھوں سے نکل کر اب کروڑوں تک جا پہنچی۔ اس لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بالکل بجا فرمایا ہے ؎

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے؟

اس ٹیلی ویژن کے ذریعہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اور پیش گوئی بھی پوری ہوگئی ہے جو آپ کے اس فارسی شعر میں مستور تھی ؎

اِسمَعُو اصَوتَ السَّما جَاءَ المَسِیح جَاءَ المَسِیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

یعنی آسمان کی آواز سنو کہ مسیح آ گیا ہے مسیح آ گیا ہے اور زمین کی آواز بھی سنو کہ کامیاب امام آ چکا ہے۔ زمین کی آواز تو ضرورتِ زمانہ تھی جس کا تقاضا تھا کہ کوئی مصلح اب آنا چاہیئے تا مسلمانوں کی اصلاح ہو لیکن آسمان کی آواز کا حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا لیکن جماعت کے ٹیلی ویژن کے ذریعہ یہ اب ایک حقیقتِ ثابتہ بن چکی ہے اور ہر روز مسیح موعود اور مہدی معود کی آمد کا دن رات اعلان ہو رہا ہے بذریعہ ان تقاریر کے جو مختلف زبانوں میں اس ٹیلی ویژن پر وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں۔

5۔ اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں بفضلہٖ تعالےٰ جماعت احمدیہ

مختلف زبانوں میں جماعتی کتب اور عام تبلیغی اور تربیتی پمفلٹ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں شائع کرتی رہتی ہے اور اس کے علاوہ 30 سے زائد جماعتی اخبارات ورسائل بھی شائع ہوتے ہیں جن میں سے بعض ہفتہ وار اور بعض ماہوار ہیں ۔ ان سب کتب ،اخبارات اور پمفلٹس کا مقصد صرف اشاعتِ دینِ حق اور اس پر کیئے گئے اعتراضوں کا جواب دینا ہے۔

6۔ جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت دنیا کے تقریباً 170 ممالک میں اپنے مشن اور تبلیغی مراکز قائم کر چکی ہے اور ہمارے بیوت الذکر (جن کو سوائے پاکستان کے باقی سب دنیا میں مسجد کہا جاتا ہے) کی تعداد تو ہزاروں سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ان میں سے سینکڑوں تو ہمیں بنی بنائی اس لئے مل گئیں کہ ان میں نماز پڑھنے والے سب نمازیوں نے بشمول ان کے اماموں کے صدقِ دل سے جماعت احمدیہ کو قبول کر لیا اور سینکڑوں نئی ہم نے امریکہ، کینیڈا، یورپ، آسٹریلیا اور انڈونیشیا میں خود تعمیر کر لی ہیں جن میں سے بعض خاص طور پر یورپ، کینیڈا، اور امریکہ میں ایسی ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کے ساتھ کئی کئی ایکڑ زمین برائے باغ اور دیگر جماعتی تعمیرات کے لئے مختص ہے۔

7۔ جماعت کے مربیان ، مبلغین اور معلمین کی تعداد ہر ملک کے مقامی اور مرکزی افراد کو ملا کر اب ایک ہزار سے تجاوز کر چکی ہے اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔اس ضمن میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ایک وقت تھا جبکہ دنیا کے بہت سے غیر ملکی طلبہ ربوہ پہنچ کر دینی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے کیونکہ دنیا میں کسی اور جگہ ہمارے پاس کوئی اور دینی درسگاہ نہ

تھی اس لئے ایسے سب طلبہ ربوہ آ کر تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے اپنے ملکوں میں جا کر تبلیغ و تربیت کا فریضہ سنبھالا کرتے تھے لیکن پھر 1984ء میں ہمارے غیر ملکی طلبہ کو ویزا نہ دینے کی پابندی عائد کر دی گئی اور یہ طلبہ یہاں آنے بند کر دیئے گئے۔

یہ پابندی عائد کرنے کے بعد سمجھ لیا گیا ہوگا کہ اس طرح جماعت کی ترقی رک جائے گی لیکن بھلا الٰہی سلسلے بھی کبھی انسانی تدبیروں سے رُکا کرتے ہیں؟ جس وقت یہ پابندی عائد کی گئی اس وقت تک بفضل تعالیٰ بیسیوں غیر ملکی طلبہ جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہو کر واپس اپنے اپنے ملکوں انڈونیشیا اور افریقہ جا چکے تھے اس لئے ان طلبہ کے ذریعہ ہم نے انڈونیشیا اور مغربی افریقہ میں دو اور جامعات کھول دیئے۔ جن میں اب بیسیوں طلبہ تعلیم حاصل کر کے اپنے اپنے ملکوں میں تبلیغی اور تربیتی ذمہ داریاں سنبھال چکے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی فارسی شاعر نے ؎

عدو شر برانگیزد کہ خیرِ ما دراں باشد

اس سلسلہ میں انگلستان میں عنقریب ایک اور جامعہ کھولنے کے انتظامات تقریباً مکمل ہو چکے ہیں جس کے بعد امریکہ میں بھی ایک اور جامعہ مستقبل قریب میں کھولنے کا پروگرام زیرِ غور ہے۔

8۔ ایک وقت تھا کہ جماعت احمدیہ کے پاکستانی مخالف علماء یہ کہا کرتے تھے۔ کہ احمدیوں کو انگریز مالی مدد دیتے ہیں لیکن یہ صریح جھوٹ تھا کیونکہ جماعت کا بجٹ مجلسِ شوریٰ میں منظوری کے لئے ہر سال طبع ہوتا تھا اور نمائندگانِ شوریٰ کو بغرض مطالعہ مجلس شوریٰ کے انعقاد سے قبل یہ بجٹ

کاپی ان کو دے دی جاتی تھی ۔اور اس میں ایک پیسہ بھی کسی غیر سے ملنے کا ذکر تک نہ ہوتا تھا۔ بہر حال اسوقت چونکہ انگریز یہاں موجود تھے یعنی آزادی سے قبل اس لئے سادہ لوح لوگ مولویوں کی اس بات کو سن کر اعتبار کرلیا کرتے تھے۔لیکن اب چونکہ مولویوں کا یہ جھوٹ نہیں چلتا اور انہیں اپنی سابقہ کذب بیانی کا احساس ہو چکا ہے اس لئے اب وہ مجبوراً یہ اعتراف کرتے ہیں ۔ کہ احمدی افراد یہ قربانی خود کرتے ہیں اور کہ ہر احمدی اپنی آمد کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے لئے قربانی کرتا ہے اس لئے اب وہ اپنے لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ اے مسلمانوں احمدیوں کی مصنوعات مت خریدو تا کہ احمدیوں کی تجارتیں نعوذُ باللہ نا کام ہو جائیں اور یہ اپنی جماعت کو چندہ نہ دے سکیں لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

خاکسار اس قربانی اور اس کی درگاہِ الٰہی میں قبولیت کی انفرادی اور اجتماعی صرف ایک ایک مثال بیان کرتا ہے 1934ء میں مجلسِ احرار نے پاکستان کے قیام سے پہلے متحدہ ہندوستان میں جماعت کے خلاف مخالفت کا ایک بے پناہ طوفان کھڑا کیا۔ ہندوستان کے طول وعرض میں جگہ جگہ مجالس احرار قائم ہوگئیں اور انہوں نے مسلمانانِ ہند سے کہا کہ مسلمانو! لاؤ ہمیں پیسہ دو تا کہ ہم قادیان کی (نعوذ باللہ) اینٹ سے اینٹ بجادیں۔

اس زمانہ میں ہندوستان میں کم از کم دس کروڑ مسلمان بستا تھا اور میں اندازہ لگایا کرتا ہوں کہ اگر ایک مسلمان کی طرف سے صرف ایک چونی

چندہ بھی فرض کرلیا جائے تو کم از کم 2/1/2 کروڑ روپیہ ان احراریوں نے مسلمانوں سے ضرور اینٹھ لیا ہوگا دوسری طرف حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی مٹھی بھر جماعت میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا یہ احراری وغیرہ لوگ ہمیں دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا لیکن تم قربانی کرو اور مجھے صرف 28 ہزار روپے دو اور میں اس پیسہ سے جماعت کے مبلغین کو ایسے ممالک میں بھیجونگا جہاں ان لوگوں کا ہاتھ تک بھی نہ پہنچ سکے گا۔

اب اس جماعت کا شوقِ قربانی دیکھئے کہ حضور نے تو صرف 28 ہزار روپے کا مطالبہ کیا تھا لیکن جماعت نے 35 ہزار روپے نقد اور 90 ہزار کے وعدے پیش کردیئے یہ دونوں ملا کر صرف سوا لاکھ روپیہ بنتا ہے جس کے مقابل پر احراریوں نے مسلمانوں سے 2/1/2 کروڑ روپیہ اینٹھ لیا تھا یہ اجتماعی قربانی کی مثال ہے۔

انفرادی قربانی کی مثال خاکسار خود اپنی دیتا ہے۔ میں ان دنوں سکول کی چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ خطبہ جمعہ کے روز ہماری جماعت تلونڈی کھجوروالی ضلع گوجرانوالہ کی مسجد میں پڑھ کر سنایا گیا تو میرے والد میاں اللہ بخش صاحب مرحوم جو ایک معمولی تاجر تھے انہوں نے اپنا وعدہ تو نا معلوم کتنا لکھایا لیکن مجھے کہا کہ بیٹا دو آنے تم بھی لکھا دو جو میں نے لکھا دیا لیکن دیا تو والد صاحب نے ہی ہوگا کیونکہ میں تو طالب علم تھا اور میری آمد کوئی نہ تھی۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ ان دونوں انفرادی اور اجتماعی قربانیوں کو

اللہ تعالیٰ نے کس طرح شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہمیں اپنے بے شمار فضلوں سے نوازا ہے۔

جماعت نے جو سوا لاکھ روپے پورے خلوص کے ساتھ پیش کئے تھے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نوازا ہے کہ آج ہماری جماعت کا صرف تحریک جدید کا بجٹ اندرون اور بیرون پاکستان دونوں کو ملا کر کئی کروڑ روپے سالانہ ہو چکا ہے اور ہر سال بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ سینکڑوں پرائمری اور درجنوں سیکنڈری سکول اور کالج جماعت دنیا میں قائم کر چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیسیوں ہسپتال بالخصوص افریقہ میں دن رات خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔ انفرادی قربانی کی مثال میں نے اپنی دی ہے اور اس کو خدا تعالیٰ نے اس طرح نوازا ہے کہ میں نے جو صرف دو آنے چندہ لکھایا تھا آج اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دے رکھی ہے کہ میں اپنی اور اپنے دونوں والدین کی طرف سے ہر سال دو ہزار روپے سالانہ سے زیادہ صرف چندہ تحریک جدید ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ (اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْن) کہ اللہ تعالیٰ صرف متقی کی قربانی قبول کرتا ہے غیر متقی کی قربانی قبول ہی نہیں ہوتی۔ پس ہماری جماعت کا اجتماعی طور پر کروڑوں روپے خدمت اسلام کے لئے خرچ کرنے کی توفیق پانا اور اس طرح مجھ جیسے ناچیز انسان کا اسلام کے لئے ہزاروں روپے ہر سال خرچ کرنے کی توفیق پانا اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہم یقیناً متقی ہیں تبھی تو ہماری قربانیوں کو شیریں پھل لگ رہے ہیں اور اسلام اس غریب

جماعت کے ذریعہ چار دانگِ عالم میں بڑی سرعت سے پھیلتا چلا جا رہا ہے۔

اب ذرا دوسری طرف نگاہ کریں کہ احراریوں نے مسلمانوں سے جو اڑھائی کروڑ روپیہ ہماری مخالفت میں اینٹھ لیا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے وہ نتیجہ یہ ہے کہ احراریوں کا ساری دنیا کے کسی ایک بھی ملک میں نہ کوئی مشن ہے نہ مرکز نہ کوئی ہسپتال اور نہ کوئی سکول یا کالج ہے جو مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہو سارا پیسہ احراری خود ہڑپ کر گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو خداتعالیٰ نے اب تک 52 غیر ملکی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے اور اسے دنیا میں پھیلانے کی توفیق بخشی ہے لیکن احراریوں کو کسی ایک بھی غیر ملکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے اسے پھیلانے کی سرے سے توفیق ہی نہیں ملی۔

ختم نبوت پر احمدیوں کا پختہ ایمان

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ہر احمدی صدقِ دل سے آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہے جب قرآن کریم حضور کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے تو کس طرح کوئی سچا مسلمان حضور کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کر سکتا ہے؟

سادہ لوح لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی کے آنے کے قائل ہیں حالانکہ یہ بات احمدیوں نے اُمت مُسلمہ کے مُسلّمہ بزرگان اور حقیقی علماء کی تتبّع میں ہی کہی ہے اپنی طرف سے ہرگز نہیں بنائی چنانچہ درجِ ذیل بڑے بڑے مسلّمہ علمائے

اُمت انہی معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں
1۔حضرت عائشہ صدیقہؓ 2۔سلطان العارفین حضرت محی الدین ابن عربی 3۔علامہ جلال الدین رومی 4۔سید عبدالقادر جیلانی 5۔امام عبدالوہاب شعرانی 6۔امام فقہ حضرت مُلّا علی قاری 7۔امام راغب اصفہانی 8۔امام الہند شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی 9 مجدّد الف ثانی شیخ احمدؒ سرہندی 10۔بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمدؐ قاسم نانوتوی 11۔اہل تشیّع کے چھٹے امام جعفر صادق۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب ایک ایسی امّتی نبوت کے قائل ہیں کہ جس سے آنحضرت ﷺ کی شان نہ صرف دوبالا ہوتی ہے بلکہ پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کی سچی پیروی سے ایک انسان امّتی نبی ہونے کا اعزاز حاصل کر سکتا ہے۔

پھر یہ سب مسلمان علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ جب دوبارہ آئیں گے تو باوجود نبی ہونے کے وہ آنحضرت ﷺ کے ماتحت نبی ہوں گے گویا ایک شخص جو غیر اُمتی ہے وہ تو اُمتی نبی بن سکتا ہے لیکن خود حضور کا متبّع اس درجہ یا اعزاز کو حاصل نہیں کر سکتا حالانکہ دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ اُمت محمدیہ خیر الامم ہے پھر یہ اُمت کیسی خیر الامم ہے کہ یہ اپنی اصلاح کے لئے کسی غیر کی محتاج ہے لیکن خود اس کے اندر ایسا کوئی فرد نہیں ہے جو اپنے ہم مذہبوں کی اصلاح کر سکے۔

اس ضمن میں ایک جھوٹا دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ احمدی نعوذ باللہ

حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت ﷺ کے بالمقابل نبی مانتے ہیں حالانکہ نہ خود حضرت مرزا صاحب نے ایسا کوئی دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کوئی احمدی حضرت مرزا صاحب کو اس قسم کا کوئی نبی مانتا ہے جو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر بطور نبی کھڑا ہو چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے اپنے یہ اشعار اس جھوٹے دعویٰ کی قلعی پوری طور پر کھول دیتے ہیں آپ اپنے قصیدہ ''شانِ اسلام'' میں فرماتے ہیں:۔

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دِینِ خدا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبرِ میرا یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لِقا یہی ہے
دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے

اس دیں کی شان وشوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

اب اِن اشعار کو پڑھ کر کیا کوئی خدا ترس شخص اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہ سکتا ہے کہ ان اشعار کا کہنے والا نعوذ باللہ اپنے آپ کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدِ مقابل سمجھتا ہے. بخدا ہرگز نہیں پس یہ محض جھوٹ اور صریح افتراء ہے کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نعوذ باللہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل اپنی نبوت منوانا چاہتے ہیں۔

احمدیوں کے خلاف پاکستان میں ملک گیر فسادات

جب سے پاکستان بنا ہے احمدیوں کے خلاف اس ملک میں جو بھی ملک گیر فسادات ہوئے ہیں وہ دراصل اس ملک کے بدعنوان اور بدباطن سیاستدانوں نے خود ملک کے ملّانوں کو اُکسا کر برپا کروائے تا کہ وہ اس طریق سے اپنے سیاسی مقاصد حاصل کر سکیں حالانکہ مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے اس لئے کسی حکومت کو مذہب میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے یہی بات حضرت قائدِ اعظم بانی پاکستان نے اپنی اُس پہلی تقریر میں فرمائی تھی جو آپ نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں 11 اگست 1947ء کو کی تھی لیکن بدعنوان اور خود غرض سیاستدانوں نے اس زریں ہدایت کو نظر انداز کیا اور اس ملک میں مذہبی فسادات اور فرقہ واریت کی جڑیں قائم کر دیں لیکن اس

کے باوجود جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکنافِ عالم میں پھیلتی چلی جارہی ہے۔

جماعت احمدیہ کی سالانہ ترقی

جماعت احمدیہ ایک ایسی الٰہی جماعت ہے جس کی قبولیت عامہ کی پیشگوئی بانی جماعت نے اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر اپنی حین حیات میں ہی کردی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے الہاماً فرمایا تھا ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' چنانچہ یہ ترقی مسلسل ہوتی چلی گئی اور آمر ضیاء کی موت کے صرف 5 سال بعد ہر سال اس قدر ترقی ہونے لگی کہ انسانی عقل اس پر دنگ رہ جاتی ہے اس لئے اس سالانہ ترقی کا یہ نقشہ سالانہ بیعتوں کے لحاظ سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

تعداد بیعت	سنہ ء
204308	1993
421753	1994
847725	1995
1602721	1996
3004585	1997
5004591	1998
10820226	1999
41308975	2000
82500000	2001

میزان کل 145714884

(بحوالہ الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2001ء)

گذشتہ سال 2001ء میں احمدیت قبول کرنے والوں میں سے 4:1/2 کروڑ صرف ہندوستان ہی سے جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکو وہاں کے ملانوں اور اخبارات نے خود تسلیم کیا۔صرف چار حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

1۔ عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت اُتر پردیش نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں وہ برادران اسلام سے دردمندانہ اپیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اس وقت ہندوستان کے طول وعرض میں قادیانی مذہب میں شامل ہونیوالوں کی تعداد آٹھ کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے... اگر یہی حالت رہی تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جس دن کوئی گاؤں، کوئی شہر غرضیکہ کوئی بھی جگہ قادیانیوں سے خالی نہ رہے گی''

2۔ ہفت روزہ ''نئی دنیا'' اپنی اشاعت 22 تا 28 جون 2001ء میں لکھتا ہے ''یہ بات بہت ہی افسوس کے ساتھ لکھنی پڑ رہی ہے کہ ہمارے بڑے بڑے علمائے عِظام کی کوششوں کے باوجود قادیانی دھرم بھارت میں روز بروز پھیلتا جا رہا ہے'' پھر یہی ہفت روزہ مزید لکھتا ہے ''ایک سروے رپورٹ کے مطابق اب تک پورے بھارت میں پانچ کروڑ سادہ لوح مسلمان قادیانی جال میں پھنس چکے ہیں''

3۔ کل ہند مجلسِ ختم نبوت دیوبند نے اُمتِ مسلمہ سے قادیانیوں کے خلاف صف آراء ہونے کی اپیل کی ہے۔ یہ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ: -''قادیانی اب تک یوپی، راجستھان

،بہار، بنگال، کرناٹک، آندھراپردیش کے علاقوں میں پانچ کروڑ سے زائد مسلمانوں کو قادیانی بنا چکے ہیں۔ مسلمان بھائیو! اُٹھواور مسلم قوم کے ایمان کو بچاؤ..... یہ جہاد کا وقت ہے۔''

4۔ روزنامہ عوام نیودہلی 13 جون 2001ء کے شمارہ میں مجلس آئمہ مساجد کے سیکرٹری کی طرف سے ایک پریس ریلیز جاری ہوا ہے جس میں اُنہوں نے علمائے کرام دیوبند اور دہلی سے درخواست کی ہے کہ قادیانیوں کے خلاف ایک متحدہ جہاد چلایا جائے تاکہ ان کی .... چالوں سے ہندوستانی مسلمانوں کومحفوظ رکھا جاسکے''

آج تک پاکستانی مُلاّ ہماری ترقی کے اعداد وشمار کے متعلق کہتے رہے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے لیکن اب وہ ان خبروں کے بارہ میں کیا کہیں گے جو خود اُن کے اپنے ہم مذہبوں اور بھائی بندوں نے شائع کی ہیں اب اگر ان کو اپنے بھائی بندوں پر بھی اعتبار نہ ہوتو خود ہندوستان جاکر اس کی تصدیق کرلیں۔ ہندوستان کوئی دُور تو نہیں ہے۔

کیا احمدی واقعی مسلمان نہیں ہیں؟

اب ایک اہم سوال یہ ہے کہ جب پاکستان کی قومی اسمبلی کی اکثریت (جس کی ازروئے قرآن ''وَاِن تُطِع اَکثَرَ مَن فِی الاَرضِ یُضِلُّوکَ عَن سَبِیلِ اللّٰہِ'' سورۃ انعام آیت 117۔ قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ قبل ازیں لکھا جاچکا ہے جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کے بقول اکثریت کے فیصلے کو صحیح سمجھنے کو اسلام تسلیم نہیں کرتا) احمدیوں کو نعوذ باللہ غیر مسلم قرار دے چکی ہے اور آمر ضیاء ان پر بالکل

نا واجب پابندیاں لگا چکا ہے تو پھر احمدی اس ملک میں کس حیثیت میں بس رہے ہیں؟

اس کے جواب میں یہ بات پوری توجہ اور غور سے سننے اور سمجھنے کے لائق ہے کہ مذہب کوئی بازیچہء اطفال نہیں ہے کہ جو چاہے اس کو اپنی مرضی کے مطابق موڑ تروڑ لے۔ ساری دُنیا میں پاکستان وہ واحد ملک ہے جس نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور کسی اور ایک ملک نے بھی خواہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم احمدیوں کو ہرگز ہرگز اپنے آئین میں آج تک غیر مسلم تسلیم نہیں کیا۔ اس ضمن میں درج ذیل امور سنجیدہ غور وفکر کے متقاضی ہیں۔

1۔ مذہب کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق از روئے قرآن صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ حق اس نے قرآن ہی کی رو سے خود صرف قیامت کو استعمال کرنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے (اِنَّ الَّذین اٰمَنُوا والَّذین ھَادُوا و لصّٰبِئِین و النَّصٰریٰ وَالمَجُوسَ وَالَّذِین اَشرَکُوا اِنَّ اللّٰہ یَفصِلُ بَینَھُم یَومَ القِیٰمۃ اِنَّ اللّٰہ عَلیٰ کُلِّ شیئی شَھِید'') یعنی یقیناً وہ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہیں اور صابی اور عیسائی اور مجوسی اور جو مشرک ہیں اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (سورہ حج آیت.18)

اس آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اختلاف عقائد اس دنیا میں رہیگا اور ان کے صحیح یا غلط ہونیکا فیصلہ قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ کرے گا ۔ یہ نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان ادیان کو بکلی یہاں ہی مٹا دے۔

اس آیت کے پیش نظر کوئی عقلمند انسان یہ بتلائے کہ اگر کسی انسانی اسمبلی یا کسی آمر نے یہاں ہی کسی مذہب کے غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ کر دینا ہے تو پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس بات کا فیصلہ کرنا ہے؟ پس کسی قومی اسمبلی یا کسی آمر کا فیصلہ از روئے قرآن مردود ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں ہے احمدیوں کو نعوذ باللہ غیر مسلم قرار دینا جمہوری لحاظ سے تو ہرگز قابل قبول ہی نہیں ہے کیونکہ اصلی جمہوریت میں کسی کے مذہب پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔

2۔ پھر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک اشتعال انگیزی کا نتیجہ ہے پوری قوم نے کبھی بھی اس کا مطالبہ نہیں کیا سارے پاکستان کی سیاسی تاریخ میں صرف ایک دفعہ 1970ء کے انتخابات میں اس کو اپنے منشور کا حصہ صرف جماعت اسلامی نے بنایا تھا اور کہا تھا کہ اگر ہم برسر اقتدار آ گئے تو ہم احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدیں گے لیکن ان انتخابات میں جو جنرل یحیٰ کے عہدِ صدارت میں ہوئے اور جس کے متعلق سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ انتہائی منصفانہ اور شفاف تھے جماعت اسلامی کو عبرتناک شکست ہوئی اور ایسے وقت میں ہوئی جبکہ پاکستان ابھی ٹوٹا نہیں تھا بلکہ متحد تھا اور جماعت کو زیادہ سے زیادہ صرف چھ سیٹیں ملی یعنی تین مشرقی پاکستان میں اور تین مغربی پاکستان میں اور یہ چھ سیٹیں کل قومی اسمبلی کی تعداد کا تین فیصد حصہ بھی نہیں بنتا پس جب کوئی اشتعال نہ تھا حالات سنجیدہ اور پُرسکون تھے قوم کی انتہائی اکثریت نے اپنا فیصلہ دے دیا تھا کہ وہ احمدیوں کو ہرگز غیر مسلم تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔

3۔ پھر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ کی اُس زرّیں ہدایت کے بھی صریح خلاف ہے جو آپ نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے پہلے ہی اجلاس میں 11 اگست 1947ء کو بدیں الفاظ دی تھی۔ ''تم آزاد ہو ہاں تم آزاد ہو کہ اس سلطنت پاکستان میں اپنے مندروں کو جاؤ یا مسجدوں کو جاؤ یا کسی اور عبادت گاہ میں۔ تمہارا کسی بھی مذہب سے تعلق ہو یا ذات اَور عقیدہ سے اس کا حکومت کے معاملات سے کوئی سروکار نہیں ہے''

4۔ علاوہ ازیں احمدیوں کو نعوذ باللہ غیر مسلم قرار دینا اقوام متحدہ کے اس منشور کے بھی خلاف ہے اس جس پر حکومت پاکستان نے بہ حیثیت قوم دستخط کر رکھے ہیں اور جس کی رُو سے مذہب کی آزادی ہر شخص کو حاصل ہے اور اس پر اس بارہ میں کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی اور قرآن کریم ہی کا حکم ہے کہ (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ) یعنی اے مومنو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ پس جس اسمبلی یا جس آمر کا فیصلہ خود اپنے ہی عہد اور قرآن کی صریح ہدایت کے خلاف ہو اس کو دعویٰ اسلام کرنے والا کوئی شخص کیسے قبول کرسکتا ہے؟

ساری دنیا میں ہمارے مشن احمدیہ مسلم مشن کے نام سے ہی مشہور اور جانے پہچانے جاتے ہیں اور سب دنیا میں ہماری عبادتگاہیں مساجد ہی کہلاتی ہیں اور ہمارا ٹیلی ویژن جو سات زبانوں میں چوبیس گھنٹے مصروف عمل ہے ساری دنیا میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہی کے نام سے مشہور ہے۔

اس بات کا مزید قوی ثبوت یہ ہے کہ ساری دُنیا کے ممالک سے

ہر سال سینکڑوں احمدی حج کے لئے مکہ جاتے ہیں اور سعودی حکومت انہیں باقاعدہ مسلمان سمجھ کر ہی ویزا دیتی ہے۔ ہم نے یہاں پاکستان میں سعودی سفارتخانہ سے پوچھا کہ آپ ہمیں ویزا کیوں نہیں دیتے تو ان کا جواب یہ تھا کہ ہماری طرف سے تو کوئی روک نہیں ہے یہ تو صرف آپ کی حکومت ہے جس نے روک ڈال رکھی ہے گویا ملّانوں کے باعث بدنامی صرف پاکستان کی ہو رہی ہے سعودی حکومت اس بدنامی کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کو تیار نہیں ہے۔

اب خاکسار اس سوال کا جواب درج کرتا ہے جو شروع میں درج کیا گیا ہے کہ کیا احمدی واقعی مسلمان نہیں ہیں؟ سو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام خدا کا بھیجا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے اس لئے سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا خدا اور اس کے رسول نے اسلام اور مسلمان کی کوئی تعریف کی ہے یا نہیں؟ اس کا صریح اور واضح جواب یہ ہے کہ یقیناً خدا اور اس کے رسول نے نہ صرف اسلام مسلمان بلکہ ایمان تینوں کی واضح تعریف کر رکھی ہے اس لئے اگر ہمیں خدا اور اس کے رسول دونوں پر ایمان ہے تو ہمارے اسلام اور ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم اس تعریف کو بصدقِ دل و انشرحِ صدر قبول کریں ورنہ ہمارا دعوئ اسلام اور دعوئ ایمان ہرگز قابل قبول نہیں ہے بلکہ محض خود فریبی ہے۔ اب اسلام کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ بُنِیَ الاِسلَامُ عَلٰی خمسٍ شھادۃِ اَن لَا اِلٰہ اِلَّا للّٰہ واَنَّ مُحمّدا رَّسولُ اللّٰہ وَاِقَامِ الصَّلوٰۃِ وَ ایتاءِ الزَّکوٰۃِ وَصَومِ رَمَضانَ والحَجِّ ''یعنی اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر

ہے(1) یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (2) نماز قائم کرنا (3) ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا (4) رمضان کے روزے رکھنا اور (استطاعت ہو تو) حج کرنا۔ یہ پانچوں باتیں ایسی ہیں کہ جن پر ہر احمدی صدقِ دل سے ایمان رکھتا ہے اور ان پر عمل بھی پوری باقاعدگی سے کرتا ہے۔

امام بخاری کی ایک اور حدیث میں حضرت جبرائیل کے دربارِ نبوی میں آکر آنحضرت ﷺ سے یہ سوال کرنے کا ذکر آیا ہے کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سوال کیا کہ مَا ا لاِیمَانُ کہ ایمان کیا ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے جواباً فرمایا ''اَن تُومِن بِاللّٰہِ وَمَلاِئِکَتِہٖ وکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالقَدَرِ خَیرِہٖ وشَرِّہٖ والبعثِ بعدَا لموتِ یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے اس کے فرشتوں پر ایمان لائے اس کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لائے اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور بُری یا بھلی قضاء وقدر پر ایمان لائے اور موت کے بعد پھر جی اُٹھنے پر ایمان لائے اب یہ چھ باتیں بھی ایسی ہیں۔ کہ جن پر ہر احمدی صدقِ دل سے ایمان رکھتا ہے۔

اسلام اور ایمان کی اسی تعریف کے پیشِ نظر 1953ء میں پاکستان کے وزیراعظم الحاج خواجہ ناظم الدین مرحوم نے جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کے برپا کردہ پہلے فساد کے موقعہ پر مجلس احرار اور باقی سب شریک فساد علماء سے یہ کہا تھا کہ اگر آپ قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلمان کی کوئی ایسی تعریف لے آئیں جس کی رُو سے احمدی مسلمان نہ رہ

سکتے ہوں تو وہ لے آؤ۔ اور میں پھر احمدیوں کے غیر مسلم ہونے کا اعلان فوراً کردوں گا لیکن ان سب علماء کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا کیونکہ از روئے قرآن وحدیث مسلمان کی کوئی ایسی تعریف ہو ہی نہیں سکتی جس کے ماتحت احمدی مسلمان نہ رہ سکتے ہوں۔

اب قربان جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُور بینی اور فراست کے کہ حضور کو یہ علم تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب اس اُمت کے بعض علماء دین اسلام کے لئے ایک انتہائی مخلص جماعت کو اسلام سے نکالنے کی پوری کوشش کرینگے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی مسلمان کی بھی ایک ایسی جامع تعریف کردی کہ اس کے بعد کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (مَن صَلّٰی صَلوتَنَاوَ استقبلِ قِبلَتَنَا وَأکَلَ ذَبیحَتَنا فَذَالکَ المُسلِمُ الّذِی لَهُ ذِمَّةُ اللّٰه وَرَسُولِهِ فَلاَ تُخفِرُوا واللّٰه فيِ ذِمَّتِهٖ) یعنی ہر وہ شخص جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھائے یہ وہ مسلمان ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول لیتے ہیں پس مسلمانوں تم اللہ کی ذمہ داری کو نہ توڑنا۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان)

اب مندرجہ بالا تینوں تعریفیں جو اسلام، ایمان اور مسلمان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہیں ان کے پیش نظر ہر سچا مسلمان جسے خدا اور اس کے رسول سے محبت ہے ہر اس شخص کو جس پر یہ تعریفیں

صادق آتی ہیں یقیناً مسلمان ہی سمجھے گا اور ہر وہ شخص جسے خدا اور اس کے رسول کی بجائے بھٹو یا آمر ضیاء سے محبت ہے وہ بے شک ان کی بات مان لے ہم تو بہر حال خدا اور اس کے پاک رسول کی ہی بات مانیں گے اور چونکہ دینِ اسلام میں جبر کی مطلقاً کوئی اجازت نہیں ہے اس لئے جس کا دل چاہتا ہے وہ ہمیں مسلمان سمجھے جس کا دل نہیں چاہتا وہ بے شک ہمیں مسلمان نہ سمجھے ہمیں اس کی بالکل کوئی پرواہ نہیں اس لئے کہ ؎

مسلماں ہیں ہم اپنے کردار سے
نہیں لینگے یہ نام سرکار سے

ایک صحافی کا اعترافِ حقیقت

مندرجہ بالا سطور میں مَیں نے کسی مدعیِ اسلام کو مسلمان ہی سمجھنے کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بالکل معقول بات ہے چنانچہ اس بات کو معقول قرار دیتے ہوئے پاکستان کا ایک مشہور صحافی مجیب الرحمان شامی اخبار روزنامہ جنگ میں اپنے مشہور کالم ''جلسہ عام'' میں رقمطراز ہے:

اس خبر سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر اسرار احمد) جمائما (عمران خان کی یہودی نژاد بیوی) کے اسلام کو قبول کرنے پر تیار نہیں اور اُسے عمران خان کو قابو کرنے کا ایک ''یہودی ہتھکنڈا یا پھندا'' قرار دے بیٹھے ہیں یہ ایک ایسی بات ہے کہ جو اسلام کی روح اور اس کے دعوتی مزاج کے سراسر خلاف ہے کسی شخص کو اپنے اسلام کے لئے کسی سے سٹرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کا وائسرائے

ہے (روزنامہ جنگ لاہور 15 مارچ 1996ء) کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

حقیقت خود کو منواتی ہے منوائی نہیں جاتی

پس ہم احمدیوں کو بھی اپنے دعویٰ اسلام کے لئے کسی سے سٹرفکیٹ لینے کی خواہ وہ حکومت ہو یا کوئی اور فرد ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ایک انتہائی لغو اور لچر اعتراض

ہر احمدی بفضلہٖ تعالیٰ بصدقِ دل کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہے پورے ایمان اور خلوص کے ساتھ ہوش سنبھالنے سے لے کر موت تک پانچ وقت قبلہ رو ہو کر اسلامی نماز ادا کرتا ہے۔ رمضان آنے پر ٹھیک اسلامی طریق سے پورے رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ اعتکاف بیٹھتا ہے۔ جس احمدی کو اسلامی نصاب میسر ہے وہ سال گزرنے پر شرعِ اسلام کے عین مطابق زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور جس احمدی کو توفیق ملے وہ حج بھی ضرور کرتا ہے اور سوائے پاکستان کے احمدیوں کا یہ عمل ہر جگہ جاری ہے کہ یہاں (پاکستان میں علماء کے ڈر سے نہ خدا کے ڈر سے) حکومت احمدیوں کو حج پر جانے نہیں دیتی مگر جب یہ باتیں علماء کرام سے بیان کی جاتی ہیں تو جواب ملتا ہے نہیں جی اِنہوں نے تو صرف اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے ورنہ یہ مسلمان ہرگز نہیں سبحان اللہ یہ عقل و دانش کی کیسی معراج ہے؟ بھلا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی اس سے زیادہ تضحیک اور کیا ہو گی کہ جسے

آنحضور ﷺ مسلمان سمجھیں اس کے متعلق یہ علماء یہ کہیں کہ اس نے تو مسلمان ہونیکا صرف لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

اس قسم کی لغو اور لچر دلیل کی تائید کرنے میں ایک صحافی (جو اپنے آپ کو اس زمانہ کا شاید لقمان حکیم سمجھتا ہے) پیش پیش ہے ایک گزشتہ صدی کا آمر ضیاء تھا جس نے اس ملک کے تمام جمہوری اداروں کو مسلمہ طور پر تباہ کر کے رکھ دیا تھا اور اس صدی کا ضیاء شاہد دوسرا ضیاء ہے جو صحیح اسلام پر صحیح عمل کرنے والوں کے متعلق کہتا ہے کہ انہوں نے تو صرف اسلام کا لُبادہ اُوڑھ رکھا ہے اور ان احمدیوں میں سر محمد ظفر اللہ خان بھی شامل ہیں جن کو عالمی عدالت انصاف کا چیف جسٹس ہونے کا وہ فخر حاصل ہے جو دنیا کے کسی اور مسلمان کو آج تک نصیب نہیں ہوا۔ اور جس نے انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ایسا ترجمہ کیا ہے جو قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور پھر انہی احمدیوں میں وہ شخص بھی ہے جو سارے پاکستان کا تنہا نوبل انعام یافتہ ہے اور جس کے نام پر اٹلی میں مشہور عالم International Centre For Theoretical Physics قائم ہے۔ اَیسے مسلمہ بلند پایہ عالی دماغ مشاہیر عالم کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں عمر بھر یہ پتہ ہی نہ چلا کہ وہ تو مسلمان نہیں بلکہ انہوں نے صرف اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے چاند پر تھوکنا اور خود اپنی جہالت پر مہر لگانا نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گو پاکستان میں بھی در پردہ اب بھی ہزاروں لوگ ہر سال احمدی ہو رہے ہیں لیکن اگر جماعت احمدیہ نے اسلام کا صرف لبادہ ہی اوڑھ رکھا ہے تو بیرونی ممالک میں کیوں اب کروڑوں

لوگ احمدی ہو رہے ہیں جن کی تعداد 1993ء سے لے کر 2001ء
تک اب پورے چودہ کروڑ بیالیس لاکھ اور اِکیس ہزار چھ سو
پانچ (14.42.21.605) ہو چکی ہے۔

یہ بہت بڑی حیران کن تعداد اُن لوگوں کی ہے جو دُنیا کے پانچوں برّ اعظموں (بالخصوص افریقہ اور ہندوستان) سے تعلّق رکھتی ہے ان میں ہزار ہا افراد یورپ کینیڈا اور امریکہ کے وہ ہیں جنہوں نے اسلام کی اُس شکل کو بصدقِ دل قبول کیا ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے ان کی اس کثرت کو دیکھ کر پاکستان کے بعض مُلاں بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ اسلام یورپ اور امریکہ میں بڑی کثرت سے پھیل رہا ہے لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ وہ کس جماعت کے ذریعہ پھیل رہا ہے؟ یہ بلا شک وشبہ جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ پھیل رہا ہے کیونکہ اِن ملّانوں کا پیش کردہ اسلام تو وہ ہے جسے دیکھ کر یورپ کی بعض حکومتوں نے انکو ویزے دینے بند کر دیے ہیں چنانچہ مولانا فضل الرحمان کو حکومت انگلستان نے ویزا دینے سے صاف انکار کر دیا ہے اور مولانا نُورانی وہ ہیں جنکا سعودی عرب میں داخلہ خود سعودی حکومت نے بند کر رکھا ہے اور مولوی منظور احمد چنیوٹی کو متحدہ عرب امارات کی حکومت نے اپنے ملک سے خود نکال دیا تھا۔

جماعت احمدیہ کی مقبولیت کا ناقابلِ تردید ثبوت

کسی نبی کی سچائی کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اس کے اپنے اہلِ

وطن اسے شروع شروع میں قبول نہیں کرتے چنانچہ آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں اِس کی واضح مثال ہیں۔ یہی حال جماعت احمدیہ کے بانی کا ہے کہ اس کے اپنے موجودہ وطن پاکستان میں اس کی قبولیت اتنی زیادہ نہیں ہے جتنی دنیا کے دوسرے ممالک میں اجتماعی طور پر ہے۔اس کی ایک تازہ مثال کینیڈا کا ملک ہے۔

آج سے تقریباً سوسال پہلے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنا ایک الہام اپنی ایک کتاب میں درج کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بدیں الفاظ ایک خوشخبری دی ہے ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

اس وقت لوگوں نے یقیناً اسے مجنون کی ایک بڑ قرار دیا ہوگا لیکن اِس ماموراِلٰہی کا یہ الہام آج جِس شان سے پورا ہورہا ہے اس کا ایک بین ثبوت درج ذیل کیا جاتا ہے۔

جناب حسن محمد خاں صاحب عارف ہفتہ وار رسالہ ''لاہور'' مؤرخہ 4 ستمبر 1999ء میں رقم طراز ہیں:

''بیت الاسلام'' کا ہمسایہ ''دارالامن''

دیر سے اس بات پر غور کیا جارہا تھا کہ اجتماعی مرکز کے لئے ایک سجدہ گاہ کا ہونا از حد ضروری ہے چنانچہ 1985ء میں کافی غور فکر کے بعد جماعت احمدیہ کی مجلس عاملہ نے ٹورنٹو کے شمال میں گیارہ کلومیٹر دُور ''میپل'' نامی شہر میں 125 ایکڑ رقبہ کا ایک قطعہ زمین خریدنے کا فیصلہ کیا۔ یہ زمین ٹورنٹو کی مشہور سڑک ''جین سٹریٹ'' پر واقع ہے جو متذکرہ قطعہ زمین کے شرقی جانب سے گزرتی ہے۔ اس زمین کے مغربی کنارہ سے بہت

بڑا ''ہائی وے'' (نمبر 400) بھی گزرتا ہے۔ مکرم عارف صاحب لکھتے ہیں خریدے جانے کے وقت اس زمین کے چاروں طرف کھیت ہی کھیت تھے یا جنوبی جانب ایک پولٹری فارم۔ چنانچہ امامِ جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے کینیڈا تشریف لا کر اُس کا سنگِ بنیاد رکھا جب یہ زمین خریدی جارہی تھی تو حکام نے واضح لفظوں میں بتا دیا تھا کہ اس علاقہ میں آبادکاری 2015ء تک متوقع نہیں ہے لیکن ان کی بات اس بیت السجود کی تعمیر میں کوئی روک نہ بن سکی۔ نقشہ تیار ہوتے ہی تعمیر شروع ہوگئی اور ایک سال چند ماہ بعد اس ''بیت السجود'' کا افتتاح بھی ہوگیا۔ اب یہ سجدہ گاہ شمالی امریکہ کی سب سے بڑی سجدہ گاہ ہے جس کے عظیم مینار دور سے جماعت کی ترقیات کی گواہی دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کینیڈا میں ابھی احمدیوں کی تعداد لاکھوں تک نہیں پہنچی تاہم ٹورنٹو شہر کے گردونواح میں 12 جماعتیں بن چکی ہیں اور احمدی ٹورنٹو کے علاوہ کینیڈا کے دوسرے شہروں میں بھی آباد ہیں۔

''بیت الاسلام نام''

تکمیل تعمیر پر اس بیت السجود کا نام ''بیت الاسلام'' رکھا گیا جس کے چاروں طرف کھیت اور فصلیں تھیں۔ کچھ حصے پر جھاڑیاں تھیں اور درختوں کے جھنڈ۔ اس علاقہ میں برف بھی نسبتاً زیادہ پڑتی تھی اور تیز ہواؤں کے جھکڑ اور طوفان تو روز کا معمول تھا۔ مگر میرے رب کا فضل کہ یہ علاقہ جس کی آبادکاری کے سلسلہ میں ہمیں بیس سال کے انتظار کی خبر سُنائی گئی تھی دو تین برسوں ہی میں غلط ثابت ہونی شروع ہوگئی۔ اس کے مشرقی

جانب کی سڑک جین سٹریٹ کے دوسری جانب ایک شاندار کالونی کی تعمیر شروع ہوگئی جو بڑی تیز رفتاری سے مکمل بھی ہوگئی اور اب یہ پوری طرح آباد ہے سڑکیں بن گئی ہیں اور کئی قسم کے مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اس کے بعد شمال میں اس کالونی کے ساتھ ہی ایک اور کالونی کی تعمیر شروع ہوگئی جو زیرِ تعمیر ہے۔

جنوبی حصہ زیر تعمیر

ابھی دوسری کالونی زیرِ تعمیر ہی تھی کہ ایک برس کے بعد ''بیت الاسلام'' کے جنوب میں بڑے بڑے بلڈوزر اور مٹی اُٹھانے والے ٹرک نیز بڑی بڑی مشینوں کی قطاریں نظر آنے لگیں، گویا اس کا جنوبی حصہ بھی زیرِ تعمیر آ گیا اور توقع یہی کی جا رہی ہے کہ موسم سرما سے پہلے یہ کالونی بھی تعمیر ہو جائے گی لیکن ابھی تک بیت الاسلام کے شمال میں کھیت ہی کھیت نظر آ رہے تھے۔ 1998ء میں ایک بہت بڑی کمپنی نے یہاں بھی ایک کالونی تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی کی۔ اس کمپنی نے احمدی احباب کو اس کالونی میں مکانات خریدنے کی تحریک کی اور ''بیت الاسلام'' آباد ہوگئی۔ ظاہر ہے اب پانچوں وقت کی نمازوں اور جماعتی کاموں میں حصہ لینے اور بچوں کی تربیت کے مواقع اور احباب کے باہمی تعاون کی روح کو بڑی تقویت ملیگی۔

یہ کالونی ہر اعتبار سے منفرد ہے۔ شہر کی کارپوریشن نے جماعت کے مشورہ سے کالونی کا نام PEACE VILLAGE یعنی ''دارالامن'' رکھا ہے یہ اس اعتبار سے بھی منفرد ہے کہ اس کالونی کی تمام

سڑکوں کے نام قادیان اور ربوہ کی طرح جماعت کے بزرگوں کے نام پر رکھے گئے ہیں اور اس کالونی کی سب سے بڑی سڑک جو مشرق میں کالونی کے آغاز سے مغرب کے آخر تک گئی ہے یہ سڑک ''بیت الاسلام'' کے شمال میں کچھ فاصلہ سے گزرنے والی سڑک سے ''بیت الاسلام'' کے اندر تک آئے گی۔

اب ذرا ان ناموں کی تفصیل سنیئے:

1-AHMADIYYA AVENUE یعنی شارع احمدیہ

2-BAT.UL.ISLAM GATE یعنی باب بیت الاسلام

3-TAHIR STREET یعنی شارعِ طاہر (موجودہ امام جماعت کے نام)

4-NASIR CRESCENT یعنی شارع ہلال ناصر (امام جماعت ثالث کے نام)

5-BASHIR STREET یعنی شارع بشیر (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے نام)

6-ABD.UL SALAAM STREET یعنی شارع ڈاکٹر عبدالسلام (پاکستان کے تنہا نوبل انعام یافتہ کے نام)

7-MAHMUD CRESCENT یعنی شارعِ ہلالِ محمود (حضرت خلیفہ ثانی کے نام)

8-NOOR.UD.DIN COURT یعنی شارع دربار نورالدین (حضرت خلیفہ اول کے نام)

ZAFRULLAH CRESCENT-9 یعنی شارع ہلال ظفر اللہ (چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے نام)

AHMADIYYA PARK-10 یعنی احمدیہ باغ

سجدہ گاہ ''بیت الاسلام'' کے جنوب کی جانب جو کالونی بنی ہے اُس کا ایک حصہ جو اس مسجد سے ملحق ہوگا وہاں حکومت کی طرف سے ایک سات ایکڑ کا پارک تعمیر کیا جائے گا یہ پارک حکومت کی ملکیت ہے مگر اس کا نام احمدیہ پارک ہے اس کالونی میں بازار (پلازہ) سکول اور پارک وغیرہ کی سہولتیں میسر ہونگی۔ احمدی بزرگوں کے ناموں پر رکھے جانیوالی سڑکوں کے نام عنقریب شائع ہو جائینگے اور اس کے بعد یہ نام اس عظیم ملک کے بڑے نقشوں میں درج ہو جائینگے شاید کسی شاعر نے یہ مصرعہ اس لئے کہا ہے ؎

بارشِ لطف وکرم اور اس قدر مسلسل

لاریب جب وہ کہتا ہے ''ہو جا'' تو وہ چیز ''ہو جاتی'' ہے ورنہ کہاں 2015ء کا اندازہ اور کہاں دو تین سال کے اندر ''بیت الاسلام'' کے چاروں طرف آبادکاری۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے دیگر حیران کُن کوائف یہ ہیں (1) اس وقت کینیڈا میں احمدیہ جماعتوں کی تعداد 28 ہو چکی ہے (2) جماعت اس وقت مختلف جگہوں پر بیوت الذکر اور مراکز کے لئے 66 کروڑ روپے کی لاگت سے 346 ایکڑ زمین خرید چکی ہے (3) جماعت کے ہمہ وقت

مبلغین کی تعداد 9 ہے جبکہ ریٹائرمنٹ کے بعد واقفین زندگی 8 ہیں (4) جماعت کا سالانہ بجٹ اس وقت 41 لاکھ ڈالر ہے۔ یعنی 12 کروڑ 30 لاکھ روپے سالانہ ہے۔ (5) عنقریب اس ملک میں ایک جامعہ احمدیہ بننے والا ہے (6) یہاں اس ملک میں جماعت کا اپنا ایک 24 گھنٹے چلنے والا ٹیلی ویژن سٹیشن ہے (7) اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک پوری اور مکمل تعمیر شدہ بلڈنگ جماعت کو مل چکی ہے جس میں 166 اپارٹمنٹ ہیں اس کا نام ہے "احمدیہ بیت الامن" (بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اسلور جوبلی جلسہ سالانہ اگست تا دسمبر 2001ء)

جماعت احمدیہ کے امتیازات

1- تمام عالم اسلام میں جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جس نے اب تک 52 غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کرنیکے بعد اسے شائع بھی کر دیا ہے 19 کا ترجمہ مکمل ہوکر عنقریب شائع ہونیوالا ہے جبکہ اصل ہدف دُنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کر کے اُسے شائع کرنا ہے۔

2- جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جس کے ساری دُنیا میں بالخصوص براعظم افریقہ میں سینکڑوں پرائمری سکول بیسیوں سیکنڈری سکول ہے اور درجنوں ہسپتال ہیں ان سب سکولوں میں دُنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم دیجاتی ہے اور اسلامی اخلاق و آداب بھی سکھائے جاتے ہیں ہمارے ان سب ہسپتالوں میں غرباء کا علاج مفت کیا جاتا ہے جبکہ امراء سے صرف واجبی اخراجات لئے جاتے ہیں ہمارے ان

ہسپتالوں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی شفا رکھ دی ہے جس کے نتیجہ میں کئی لوگ جن کو دوسری جگہوں کے ڈاکٹروں نے لا علاج قرار دے دیا تھا بفضلہٖ تعالیٰ اُن کو ہمارے ڈاکٹروں کے ذریعہ شفا حاصل ہو گئی۔

3- بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اپنی کتاب تجلّیات الٰہیہ کے صفحہ 17 پر لکھتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بیٹھا دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلا دے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرینگے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ''میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے''

اس پیشگوئی میں علم اور معرفت کے جس کمال کا ذکر ہے وہ روحانی لحاظ کے علاوہ دُنیاوی لحاظ سے بھی لفظ بہ لفظ پورا ہو چکا ہے اور اس کا مظہر ہمارے زمانہ میں جماعت کے وہ دو عظیم الشان وجود ہیں جن کی عظمت اور علم کے پایہ کا کوئی اور انسان بلا مبالغہ سارے پاکستان کی تاریخ میں ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے۔

ان میں سے پہلے تو چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب ہیں جو پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پہلے پاکستانی صدر اور عالمی عدالت انصاف کے پہلے پاکستانی چیف جسٹس ہوئے ہیں۔

بلا مبالغہ کوئی پاکستانی آج تک ان کا مدمقابل نہیں بن سکا دوسرے ہمارے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہیں جو پاکستان کے تنہا نوبیل انعام یافتہ ہیں اور جن کی یاد میں حکومت اٹلی نے اپنے ملک میں سائنسی تحقیق کا ایک عالمی ادارہ بنام (International centre for Theoretical Physics) قائم کیا اور اُنہیں تاحیات اس کا ڈائریکٹر مقرر کئے رکھا۔

دوسری پیشگوئی جو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مندرجہ بالا عبارت میں ہے وہ بادشاہوں کا احمدیت کو قبول کر کے مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2001ء کے جماعت احمدیہ جرمنی کے عالمی جلسہ سالانہ کے موقع پر لفظ بہ لفظ پوری ہوگئی ہے۔

براعظم افریقہ کے تین بڑے بادشاہ احمدیت قبول کرنیکے بعد اس سال جرمنی آئے اور شریکِ جلسہ ہوئے۔ ان تینوں کی بادشاہتیں بلا مبالغہ ہزارہا مربع میل کے علاقوں پر مشتمل ہیں۔ ان تینوں میں سے ایک براعظم افریقہ کے ملک بینن، دوسری ملک ٹوگو اور تیسری ملک پاراکو میں واقع ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰه اشتری مِنَ المُومِنینَ اَنفُسَهُم و اَموَالَهُم باَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ" (سورۃ توبہ آیت 111)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے نفوس اور اموال اس وعدہ پر لئے ہیں کہ وہ انہیں اس کے عوض (اپنی رضا کی) جنت عطا کرے گا۔

قرآن پاک کی اس آیت پر جس طرح جماعت احمدیہ آج عمل کر رہی ہے اس کی نظیر بلا مبالغہ سارے عالم اسلام کے کسی فرقہ میں ہرگز نہیں پائی جاتی ہے۔ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے نوجوان دینِ حق کی اشاعت کے لئے نہایت شوق اور جذبہ ایمان کے ساتھ اپنی زندگیاں وقف کر کے اکناف عالم میں پھیل گئے ہیں اور کئی بوڑھے بھی باوجود اپنے بڑھاپے کے ان کی طرح ہی جہادِ تبلیغ و تربیت میں ان کے شانہ بشانہ میدانِ عمل میں موجود ہیں۔ اور جہاں تک مالی جہاد کا تعلق ہے تو جماعت احمدیہ سب اسلامی فرقوں کے لئے قابلِ رشک بن چکی ہے۔ اس جماعت کا ہر بچہ، نوجوان، بوڑھا، مرد اور عورت انفاق فی سبیل اللہ میں ہر مسلمان فرقہ سے نمایاں و ممتاز ہے۔ جس جماعت کا آغاز بلا مبالغہ چند پیسوں اور ٹکوں سے ہوا تھا آج اس جماعت کا بجٹ ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں سے نکل کر اربوں تک جا پہنچا ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ بجٹ ہر سال بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

5۔ جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے تمام اسلامی فرقوں میں صرف جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جس کا اپنا آزاد ٹیلیویژن ہے جو دن رات چوبیس گھنٹے سات زبانوں میں مصروفِ عمل ہے اور پروگرام ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر، دینِ اسلام کے متعلق علمی تقاریر، دینِ اسلام پر کئے گئے اعتراضوں کے جوابات، آنحضرت ﷺ کی مدح و توصیف میں خوبصورت آواز میں نظمیں بزبانِ اردو و عربی، نومسلم مبایعین کی اخلاقی و دینی تربیت اور اسلامی اخلاق و شعائر کی تلقین ہمارے اس ٹیلیویژن کے

کارکنوں کی اکثریت رضا کار ہے۔

6۔ جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ جس منظّم طریق سے ہماری جماعت ساری دنیا میں تبلیغِ دینِ حق کر رہی ہے اس کی نظیر سارے عالم اسلام میں ہرگز کسی جگہ نہیں ملتی۔ ہم نہیں کہتے کہ باقی اسلامی فرقوں میں سے کوئی بھی انفرادی طور پر تبلیغِ اسلام نہیں کر رہا۔ یقیناً انفرادی طور پر کئی مسلمان اپنے اپنے طور پر تبلیغِ اسلام کرتے ہیں اور ہم ان سب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن جس منظّم طریق پر اور باقاعدہ مبلغین بھیج کر ساری دنیا میں جماعت احمدیہ تبلیغ دینِ حق کر رہی ہے اس کی نظیر اور مثال کوئی اور اسلامی فرقہ ہرگز پیش نہیں کر سکتا۔

7- وہ لوگ جن کے نزدیک ان کی کم عقلی کے باعث جہاد صرف تلوار سے ہی ہو سکتا ہے وہ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ جہاد کے منکر ہیں یہ الزام سراسر غلط اور خلاف حقیقت ہے آنحضرت ﷺ جب جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا "رَجَعنَا مِنَ الجِهَادِ الاَصغَرِ اِلَی الجِهَادِ الاَکبَر "یعنی ہم سب سے چھوٹے جہاد یعنی لڑائی سے واپس آ گئے ہیں اور اب سب سے بڑے جہاد یعنی جہاد بالنفس میں مشغول ہو رہے ہیں۔ اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک جہاد بالسیف سب سے چھوٹا جہاد ہے اور جہاد بالنفس سب سے بڑا جہاد ہے اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَلَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھدِیَنَّھُم سُبُلَنَا "یعنی جو لوگ ہماری خاطر مجاہدات بجا لاتے ہیں ہم ان کے لیے اپنے (قرب کی) راہیں ضرور کھول دیں گے اور

تیسرا جہاد جہادِ کبیر ہے یعنی قرآن کریم کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کرنا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (وَجَاهِدهُم بِهِ جِهَاداً كَبِيراً) کہ اے رسول تو اس قرآن کے ذریعہ مخالفین اسلام کو تبلیغ کر۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ دینِ اسلام میں تین قسم کے جہاد ہیں سب سے بڑا جہاد ہے جہاد بالنفس اس کے بعد دوسرا جہاد قرآن کریم کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کرنا اور تیسرا جہاد جو سب سے چھوٹا جہاد ہے وہ ہے جہاد بالسیف یعنی تلوار کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کرنا۔اس کو سب سے چھوٹا جہاد اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ صرف عندِ الضرورت ہوتا ہے یعنی جب دشمن اسلام مسلمانوں پر حملہ کرے تو مسلمان اپنے دفاع کے لئے یہ جہاد کر سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر قسم کے جہاد کی صدقِ دل سے قائل ہے صرف جہاد بالسیف کو مشروط مانتی ہے یعنی یہ عندِ الضرورت ہوتا ہے اور صرف یہ مدافعانہ ہوتا ہے نہ کہ جارحانہ اور باقی دونوں قسم کے جہاد ہر وقت جاری وساری ہیں اور جماعت احمدیہ ان دونوں جہادوں میں ہر وقت ہمہ تن مصروف رہتی ہے۔

پھر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جب پاکستان کے آغاز ہی میں پاکستان کو کشمیر میں ہندوؤں کے ساتھ جنگ لڑنی پڑی تو جماعت احمدیہ نے تو فوراً اُسی وقت اس لڑائی میں حصہ لینے کے لئے اپنی طرف سے پوری ایک بٹالین فوج حکومت کو پیش کر دی اور حکومت سے اس بے لوث خدمت کا ایک تعریفی سٹرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا لیکن عین اس وقت امیر

جماعت اسلامی مولانا مودودی صاحب نے کشمیر کے جہاد کو سرے سے ہی نہ صرف حرام قرار دے دیا بلکہ اپنے متبعین کو پاکستانی فوج میں شامل ہونے سے بھی منع کر دیا اور یہ فتوی اس وقت کے اخباروں میں شائع بھی ہوا۔ کیا کسی شاعر نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق تو نہیں کہا تھا کہا ؎

وہ غافل گر گئے سجدوں میں جب وقت قیام آیا۔

8- یہ شرف اور امتیاز اس زمانہ میں صرف جماعت احمدیہ ہی کو حاصل ہوا ہے کہ گزشتہ صرف 8 سالوں میں دُنیا کے پانچوں براعظموں سے 14 کروڑ سے زائد افراد کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے بغیر کسی تلوار کے محض جماعت کی تبلیغ سے ہی اسلام میں داخل ہوئے جن میں ۵ کروڑ صرف ہندوستان سے ہی جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اور اس بات کا اعتراف ہندوستان کے بعض اخبارات اور خود مسلمانوں کی بعض تنظیموں نے بھی کیا ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں درج ہے اتنی بڑی تعداد میں اور اتنی قلیل مدت میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ دینِ اسلام میں داخل ہونے سے محمد ﷺ کے دین کی وہ عظمت وغلبہ واضح طور پر ثابت ہو گیا ہے جس کے متعلق اہل سنت اور اہل تشیّع دونوں کو تسلیم ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے دینِ اسلام کو سب ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے گا اور جس کے لئے وہ قرآن کریم کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں ھُوَ الّذی اَرسَلَ رَسُولَہ بِالھُدٰی وَدِینِ الحقّ لیُظھِرَہٗ عَلَی الدِینِ کُلِّہٖ یعنی وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تا کہ وہ اس دینِ حق یعنی اسلام کو باقی سب ادیان پر غالب کر دے۔

دینِ اسلام کا یہ غلبہ ظہور مہدی کے وقت اس قدر قطعی اور یقینی تھا کہ قرآن مجید میں یہ آیت تین دفعہ نازل ہوئی ہے یعنی سورۃ توبہ آیت نمبر 33 سورہ الصّف آیت نمبر 10 اور سورہ فتح آیت نمبر 29 سوالحمدللہ کہ دینِ اسلام کے غلبہ کا یہ وعدہ بفضلہٖ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ذریعہ پورا ہوا اور روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے ۔

ہمیں شرف ہے خدمت دین کا
محمدؐ کے لائے ہوئے دین کا

9- جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ جبکہ پاکستان میں بعض اسلامی فرقے ایک دوسرے کی مساجد کو گراتے اَور مسجدوں کے اندر ایک دوسرے پر بم مارتے اَور عین حالتِ نماز میں ایک دوسرے پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتے ہیں الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ اس قسم کے کسی گناہ میں ہرگز ملوّث نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس دوسرے فرقوں کی مساجد کی تعمیر میں بشرحِ صدر اپنا حصہ بھی ڈالتی ہے۔

مسجدوں کو گرانے اور اُنہیں تباہ کرنے کی ابتداء پاکستان میں احمدیوں کی عبادت گاہوں سے کی گئی اور اسی سے ہندوستان میں ہندوؤں کو وہاں کی تاریخی بابری مسجد کو گرانے کی جرات اَور حوصلہ ملا۔ اُنہوں نے سوچا کہ جب مسلمان خود ایک دوسرے کی مساجد کو گراتے ہیں تو پھر ہمیں کون روک سکتا ہے کہ ہم کسی مسجد کو نہ گرائیں۔

10- جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس نے اُس مہدیٔ معہود اور مسیح موعود کو قبول کر لیا ہے جس کی بشارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی اُمت کو دی تھی اَور جو عین اس وقت پر آیا جب کہ اس کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جارہی تھی جیسا کہ مولانا حالی مرحوم نے فرمایا ؎

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

اَور اسی لئے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی فرمایا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحانہ کسی اَور کا وقت
میں نہ آیا ہوتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

حضرت مرزا صاحب وہی مہدی اور مسیح ہیں کہ جس کے گزشتہ صدی میں آنے کا ساری اُمت اَور تمام علماء کو انتظار تھا اَور اس بارہ میں وہ اس قدر پُر یقین تھے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ صدی ختم نہیں ہوگی جب تک وہ آنہ جائے اَور اس کی تائید میں یہ حدیث نبی صلعم پیش کی جاتی تھی "لَو لَم یَبقَ مِنَ الدّینااِلایَوم "لَطَوَّلَ اللّٰہ ذا لک الیوم حَتّٰی یَبعثُ اللّٰہُ المَھدِی " (ابوداوٗد۔ کتاب الملاحم) یعنی اگر دُنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ اُس دن کو ختم نہیں ہونے دے گا جب تک پہلے مہدی کو بھیج نہ دے الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے آنے پر اُسے قبول کرنے کی توفیق دی جس کے نتیجہ میں اب جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کے ایک مثبت، تعمیری، مفید اَور منظّم پروگرام میں دن رات مصروف ہے جبکہ باقی مسلمانوں نے یا تو اس کی آمد سے ہی عملاً انکار کر دیا ہے اَور اب اس کی آمد کا ذکر ہی نہیں کرتے بلکہ نام تک نہیں لیتے اَور یا کچھ یہ نامعقول بات کہتے ہیں کہ چودھویں صدی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے جبکہ

حقیقت یہ ہے کہ چودھویں صدی ختم ہو کر اب پندرھویں صدی کے بھی 22 سال ختم ہونے کو آرہے ہیں۔

11- جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اسے وہ خلافت مل چکی ہے جس کی بشارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بدیں الفاظ دی تھی۔ "عَن حُذَیفَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تکُونَ النُّبُوَّۃُ فِیکُم مَا شَاءَ اللّٰہُ اَن تکونَ ثُمَّ تَکُونُ الخِلاَفَۃُ عَلیٰ مِنھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَن تَکُونَ ثُمَّ یرفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ ثُمَّ تکُونُ مُلکاً عَاضّاً فَتَکُونُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَن تکُونَ ثُمَّ یرفَعُھَا اللّٰہُ تعَالیٰ ثُمَّ تَکُونُ مُلکاً جَبرِیَّۃً فَتَکُونُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَن تکونَ ثُمَّ تکُونُ خِلاَفَۃٌ عَلیٰ مِنھَاجِ النُّبُوَّۃِ" اورایک حدیث میں ہے "ثُمَّ سَکَتَ" (بحوالہ مِشکوٰۃ بَابُ الاِنذَار و التَّحذِیرِ صفحہ 461)

حضرت حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ کی مشیت ہو گی پھر اللہ اسے اُٹھالے گا۔ اس کے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہو گی اور وہ بھی اُتنی دیر قائم رہے گی جتنی دیر اللہ تعالیٰ کا منشا ہو گا پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اُٹھالے گا اور پھر ایسی حکومت آئے گی جو گویا لوگوں کو کاٹ کھانے والی ہو گی اور یہ بھی اُتنی دیر قائم رہے گی جتنی دیر اللہ تعالیٰ کا منشا ہو گا پھر اللہ اسے بھی اُٹھالے گا اور پھر ایسی ملوکیت آئے گی جو سخت جابر ہو گی اور یہ بھی اُتنی دیر قائم رہے گی جب تک اللہ کا منشاء ہو گا اس کے بعد پھر خلافت علی

منہاج النبوۃ قائم ہوگی یعنی ایسی خلافت ہو گی جس سے پہلے کوئی (اُمّتی) نبی ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کے مطابق اسلامی تاریخ کی رو سے اس پیشگوئی کا 4/5 حصہ لفظ بہ لفظ پورا ہو چکا ہے صرف 1/5 باقی تھا یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ والا حصہ سوالحمد اللہ کہ یہ حصہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بطور اُمّتی نبی کی بعثت کے بعد پھر لفظ بہ لفظ پورا ہو گیا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ ثانیہ کا دور بفضلہٖ تعالیٰ شروع ہو چکا ہے اور اس وقت جماعت احمدیہ اس خلافت راشدہ ثانیہ کے چوتھے خلیفہ کی قیادت میں ساری دُنیا میں تبلغ اسلام کے فریضہ کو بڑی کامیابی سے ادا کر رہی ہے اُور خلافت کی برکات سے متمتع ہو رہی ہے جبکہ باقی سب اسلامی فرقے اس کے لئے صرف حسرتیں بھر رہے ہیں۔" وَالفَضلُ بیَدِ اللہِ یُعطیہِ مَن یَشآء"

بے شک مسلمانوں میں خلافت کے حصول کے لئے شدید خواہش پائی جاتی ہے اُوراسی لئے وہ بار بار اپنی تقریروں میں اس امر کا اظہار بھی کرتے ہیں اور بعض شہروں میں دیواروں پر اس قسم کے نعرے وغیرہ بھی درج نظر آتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت کو سمجھ کر اُسے بروقت قبول کرنیکی سعادت صرف اُنہی کوملتی ہے جن کے دلوں میں صحیح خوفِ خدا ہو۔

جماعت احمدیہ کی خلافت کی سچائی اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ جب یہ سچی خلافت باذنِ الٰہی قائم اور مستحکم ہوگئی تو ترکی میں جوایک

خلافت برائے نام چلی آرہی تھی اس کو تُرکوں نے اپنے ہاتھوں خود ختم کردیا کیونکہ یہ امر مشیت الٰہی کے خلاف تھا کہ سچی خلافت کے بالمقابل کوئی برائے نام خلافت بھی باقی رہ جائے۔

جو شخص بھی مندرجہ بالا گیارہ نکات پر تعصب وعناد سے بالا ہو کر ٹھنڈے دِل سے غور کریگا اُس پر جماعت احمدیہ کی صداقت اور حقانیت پوری طرح واضح ہو جائے گی۔ پس الحمدللہ کہ باوجود اُن سخت مخالفانہ حالات کے جو پاکستان کے ایک ظالم آمر نے محض اپنے ناجائز اقتدار کو طول دینے کے لئے جماعت کے خلاف پاکستان میں پیدا کر رکھے تھے اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں ہر سال ہزاروں افراد بشرحِ صدر جماعتِ احمدیہ میں داخل ہو کر صحیح لائنوں پر خدمتِ اسلام سے مشرف ہو رہے ہیں اور پاکستان سے باہر تو بفضلہٖ تعالیٰ ہمیں اب ''یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً'' کا نظارہ جگہ جگہ ہر سال نظر آرہا ہے جو اس بات کی پختہ دلیل اور قطعی علامت ہے کہ خلافتِ احمدیہ درحقیقت سچی اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اور تبھی تو دُنیا بھر میں لوگ اب جوق در جوق اس کو قبول کرتے چلے جارہے ہیں۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

چند مشہور عام اعتراضوں کے جواب

جب عقلی اور منقولی دلائل کی رو سے بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے تو پھر بعض مخالفینِ جماعت بعض ایسے نامعقول اعتراضات کرنے شروع کر دیتے ہیں جو کم علم لوگوں کو تو بے شک متاثر کر سکتے ہیں لیکن اہل علم لوگ ان سے ہرگز متاثر نہیں ہوتے۔ ذیل میں چند ایسے اعتراضوں کا تسلی بخش جواب دیا جاتا ہے۔

ا۔ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ محمدی بیگم اُن کے نکاح میں آئے گی لیکن وہ آپ کے نکاح میں نہ آئی لیکن مخالفین اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ اگر محمدی بیگم کے باپ مرزا احمد بیگ نے یہ رشتہ آپ کو نہ دیا تو وہ ضرور تین سال کے اندر مر جائے گا اور محمدی بیگم کے خاوند پر بھی وبال آئے گا بشرطیکہ وہ توبہ نہ کریں۔ چنانچہ جب یہ رشتہ نہ ہوا تو محمدی بیگم کا والد ۶ ماہ کے اندر اندر فوت ہو گیا جس پر خاندان کے باقی لوگ ڈر گئے اور محمدی بیگم کی ماں احمدی ہو گئی۔ احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دوسرا داماد اور تین لڑکیاں احمدی ہو گئے اور اگرچہ محمدی بیگم کا خاوند خود تو احمدی نہ ہوا لیکن اُس کا اپنا بیان یہ ہے:۔

"میں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحب پر ہے میرا خیال ہے کہ آپ کو جو بیعت کر چکے ہیں اتنا نہیں ہوگا۔ میرے دل کی حالت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے وقت آریوں نے لیکھرام کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آتھم کی وجہ سے مجھے لاکھ لاکھ روپیہ دینا چاہا تا میں کسی طرح مرزا صاحب پر نالش کر دوں اور وہ روپیہ میں لے لیتا تو امیر کبیر بن سکتا تھا مگر وہی ایمان اور اعتقاد تھا جس نے مجھے اس فعل سے روکا۔" (الفضل ۱۳/۹ جون ۱۹۲۱ء)

۲۔ ایک اَور اعتراض جو عموماً کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مباہلہ کیا تھا کہ جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے اَور چونکہ حضرت مرزا صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے اس لئے نعوذ باللہ آپ جھوٹے ثابت ہوئے لیکن یہ ہرگز حقیقت نہیں ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق لکھا کہ ''اگر اس چیلنج پر مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرے تو ضرور وہ پہلے مرینگے'' (اعجاز احمدی ۳۷)

اب اس چیلنج پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا ردّعمل دیکھئے:۔

ا۔ آپ اپنے اخبار ''اہلِ حدیث'' مؤرخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:۔ ''میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بُلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اُس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ میں نے حلف اُٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا قسم اَور ہے اَور مباہلہ اَور ہے۔ پھر اخبار ''اہلِ حدیث'' مؤرخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں '' یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اَور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے'' (اخبار مذکور ۴)۔

پھر اس اخبار کے ۴ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ '' قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! مَن كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَليَمدُد لَهُ الرّحمَانُ مَدّاً (سورہ مریم آیت ۷۷) اَور اِنَّمَا نُملِي لَهُم لِيَزدَادُوا اِثماً (پارہ ۴ رکوع ۹) وَيَمُدُّهُم فِي طُغيَانِهِم يَعمَهُون (پارہ ۱ رکوع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں اَور سُنو! بَل مَتَّعنَا هٰؤُلَآءِ وَ اٰبَائَهُم حَتّٰى طَالَ عَلَيهِمُ العُمُرُ (پارہ ۱۴ رکوع ۴۰) جن کے صاف یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے، دغاباز، مُفسد اَور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اَور بھی بُرے کام کرلیں'' (اہلِ حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء ۴ حاشیہ)

۴ حاشیہ)

مندرجہ بالا سطور سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہرگز مرزا صاحب سے کوئی مباہلہ نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے ایک قرآنی اصول بیان کیا جس کے مطابق آپ کوفی الواقعہ لمبی عمر ملی۔

۳۔ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا یہ اعتراض بھی من گھڑت ہے کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بُخاری میں لکھا ہے کہ آپ بنو جُرہم قبیلہ میں آباد ہوئے وَ مِنهُم تَعَلَّمَ العَرَبِيَّةَ اور اُنہی سے آپ نے عربی زبان سیکھی۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور یہ کہ آپ نے جس شخص کی معیت میں سفر کیا اُسے یہ کہا کہ هَل اَتَّبِعُکَ عَلَى اَن تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمتَ رُشداً (پارہ ۱۵ رکوع ۲۱) کہ کیا میں آپ کے ساتھ اس لئے چل سکتا ہوں کہ جو علم آپ کو عطا ہوا ہے اُس میں سے کچھ رُشد کی باتیں مجھے بھی سکھائیں پس یہ بات سرے سے ہی غلط ہے کہ نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کسی کی ملازمت نہیں کرتا اور مرزا صاحب نے انگریزی سرکار کی ملازمت کی یہ اعتراض بھی سراسر قلت تدبر کا نتیجہ ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہی لکھا کہ حضرت موسیٰ کے خُسر نے اُن سے اپنی لڑکی کا بیاہ اس شرط پر کیا کہ وہ اپنے خُسر کی ۸ سال ملازمت کرے گا۔ قَالَ اِنِّی اُرِیدُ اَن اُنکِحَکَ اِحدی ابنَتَیَّ هَاتَین عَلَى اَن تَأجُرَنِی ثَمَانِیَ حِجَجٍ (سورہ قصص آیت ۲۸) پس یہ اعتراض بھی سراسر غلط اور لغو ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعتراف کیا ہے کہ آپ چند قیراط لے کر اہل مکہ میں سے کسی کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ (بخاری)
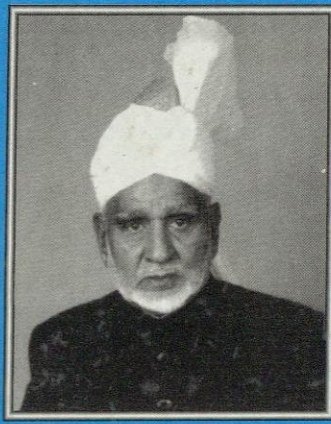
صوفی محمد اسحٰق فاضل بی۔اے

بانی احمدیہ مشن لائبیریا (مغربی افریقہ) سابق اُستاد جامعہ احمدیہ ربوہ۔

مصنف کی شائع شدہ کتب

1۔ ''فتح نمایاں''

مسٹر بھٹو پر جماعت احمدیہ کا احسانِ عظیم، اُس کی محسن کشی کی روئیداد اور اُس کا انجام۔

2۔ ''بصیرت افروز حقائق''

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا انٹرویو اور کنور ادریس صاحب سابق چیف سیکرٹری صوبہ سندھ کا بیان جماعت احمدیہ کا آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر سچا اور پختہ ایمان اور جماعت کے خلاف حکومتی فیصلہ کی حقیقت۔

3۔ ''عربی ادب کے شہ پارے''

ایک اسم بامسمّٰی کتاب، عربی متن اعراب کے ساتھ مع سلیس اُردو ترجمہ۔ اہلِ علم کے لئے ایک نہایت ہی دلچسپ اور مفید کتاب جو ہر معقول لائبریری کی زینت ہے۔

4۔ ''ایک فتح نصیب جرنیل''

تیسرا ایڈیشن بے حد مفید اضافوں کے ساتھ ماموزِ زمانہ کی صداقت اور جماعت احمدیہ کی عالمی مقبولیت کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت۔

5۔ ''اسلام عصرِ حاضر میں''

عیسائی مستشرقین کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب اور دیگر مفید معلومات۔